فیصل آباد
پاکستان

ماہنامہ

مِلّیَّہ

شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ

بمطابق جون 2014ء

کلمۃ الحبیب

گجرات کے بعد نریندر مودی دہلی کے تخت پر

ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

مجالس سید الطائفہ، قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ

تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں — ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

ہمیں کسی دشمن کی ضرورت نہیں — اوریا مقبول جان

بیس 20 تراویح چالیس 40 دلائل

خواتین کے صفحات

بچوں کے صفحات

مدیر اعلیٰ و سرپرست

ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ

قطب الاقطاب حضرت سیّد نفیس الحُسینی شاہ صاحب قدس سرّہٗ

مُحمّدؐ را بجانِ خویش دارم

بجانِ خویش بیش از بیش دارم

قرابت با تُو شُد اِعزازِ اُمّت

بحمدِ اللہ مِن درویش دارم

غمِ تُو مذہبِ اہلِ مَحبّت

زہے قسمت مَحبّت کیش دارم

بیا عشقِ جُنوں ساماں ! مَدد کُن

کہ صحرائے عرب دَر پیش دارم

بفیضِ حُسن تُو اَے شاہِ خُوباںؐ

سرِ سُلطاں ، دلِ درویش دارم

نفیسؔ آں جانِ جاناں را سلامے

ز دردِ عشقِ اُو دِلریش دارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

ملّیہ

فیصل آباد پاکستان

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے۔

شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ جلد نمبر 11

بمطابق

جون 2014ء شمارہ نمبر 7

فہرست مضامین

کلمۃ الحبیب

- گجرات کے بعد نریندر مودی دہلی کے تخت پر — ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی — 2
- مجالس سید الطائفہ، قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ — 10
- تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں — ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی — 13
- ہمیں کسی دشمن کی ضرورت نہیں — اوریا مقبول جان — 24
- مستورات تراویح کیسے پڑھیں؟ — مولانا عبدالغنی صاحب — 28
- بیس 20 تراویح چالیس 40 دلائل — 31
- خواتین کے صفحات — 37
- بچوں کے صفحات — 46

بیاد

حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ

خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ

بفیض

حضرت سید نفیس الحسینی

رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ و سرپرست

ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

مدیر: حماد الرحمٰن لدھیانوی

نائب مدیر: جواد الرحمٰن لدھیانوی

فی شمارہ 25 روپے — پاکستان میں سالانہ 300 روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 45 امریکی ڈالر

رابطہ کے لیے

ماہنامہ ملّیہ جامعہ ملّیہ اسلامیہ

محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد

041-8711569

0321-6611910

ناشر.....حبیب الرحمٰن لدھیانوی — مطبع: ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد — Decl No. 3483-85

کلمۃ الحبیب

گجرات کے بعد نریندر مودی دہلی کے تخت پر

طعنہ دیتے ہیں یہ بُت، مسلم کا خدا کوئی نہیں

ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

ہندوستان کے صوبہ گجرات کا ایک ہندو وکیل برطانیہ سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے آیا تو اس کی وکالت خوب چمکی۔ انہی دنوں ساؤتھ افریقہ میں کسی مسلمان کی ''دادا بھائی'' کے نام سے کمپنی کو اپنے کسی مقدمہ کے سلسلہ میں کسی قابل وکیل کی ضرورت پیش آئی جو کہ انگلستان سے پڑھا ہوا ہو، انہیں بتلایا گیا کہ ''پور بند'' گجرات میں ایک بڑا قابل وکیل ہے جو کہ قانون کا بڑا ماہر ہے، اس نے انگلستان سے بیرسٹری کی سند حاصل کی ہوئی ہے۔ ساؤتھ افریقہ میں چونکہ انگریز کی حکومت تھی ''دادا بھائی'' کمپنی والوں نے اس ہندوستانی گجراتی وکیل کو اس مقدمے کے لئے افریقہ بلایا۔ یہ وکیل کوٹ، پتلون، ٹائی، اور انگریزی بال سے ''کالا صاحب'' لگتا تھا۔

اس ہندو گجراتی وکیل نے مقدمہ خوب لڑا، اور کامیاب ہوا۔ یہی وکیل ایک دفعہ ٹرین کے فرسٹ کلاس ڈبے میں سفر کر رہا تھا کہ کسی اسٹیشن سے ایک گورا انگریز سوار ہوا، اس گورے کے ساتھ اس کا نوکر بھی تھا۔ اس نے وکیل صاحب سے کہا کہ آپ فرسٹ کلاس کے اس ڈبے سے اُتر جائیں۔ وکیل صاحب نے وجہ پوچھی تو جواب میں کہا گیا کہ افریقہ کی انگریز حکومت نے یہ قانون بنایا ہوا ہے کہ ٹرین کی فرسٹ کلاس میں انگریز کے علاوہ کوئی نہیں سفر کر سکتا۔ اور اگر کوئی سفر کرنا چاہتا ہے تو صرف اس صورت میں کہ اس میں اس وقت کوئی انگریز سفر نہ کر رہا ہو۔

دوران سفر اگر کوئی انگریز آ جائے تو اُسے ریل کا وہ ڈبہ خالی کرنا پڑیگا۔ مگر وہ وکیل نہیں اُترا۔ اس پر اسے زبردستی ٹرین سے اُتار دیا گیا اور اس کو جرمانہ بھی کیا گیا۔ اس پر اس ہندوستانی گجراتی ہندو وکیل نے احتجاج کیا مگر کچھ نہ بن پڑا۔ اس وکیل نے افریقہ میں کوشش کی کہ وہاں ہندو برادری

سے کچھ لوگ اس کا ساتھ دیں۔مگر اسے معلوم ہوا کہ افریقہ میں ہندو نہیں ہیں، مسلمان ہی ہیں۔ نیز اس نے دیکھا کہ افریقہ میں سونا، چاندی، ہیرے، تانبہ کی کانیں ہیں اور مسلمان ان سے خوب فائدے حاصل کررہے ہیں۔ چنانچہ اس ہندو گجراتی وکیل نے یہ بات بھی بہت محسوس کی۔اس نے سمجھ لیا کہ افریقہ میں رہ کر انگریز سے آزادی کے لئے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہاں ہندو نہیں ہیں، اس لئے اس نے دو فیصلے کئے۔

ایک یہ کہ ہندوستان جا کر انگریز کے خلاف محاذ بنایا جائے اور اسے ہندوستان سے نکالا جائے، کیونکہ وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے اس میں کامیابی کے مکانات زیادہ ہیں۔دوسرے یہ کہ ہندوستان میں ہندو قوم کی ایک بڑی تعداد لا کر افریقہ میں آباد کیا جائے۔ چنانچہ وہ ہندوستانی گجراتی ہندو وکیل صاحب ہندوستان آ گئے۔ چونکہ ان دنوں دنیا میں پاسپورٹ اور ویزے کا کوئی نظام نہیں تھا، یہ نظام ۱۹۲۷ء میں شروع ہوا تھا، یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔

اس وقت دنیا میں دور دراز کے سفر کے لئے بحری جہازوں کا ہی استعمال ہوا کرتا تھا۔اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ہندوستانی گجراتی ہندو وکیل نے گجرات ہی کے رہنے والے ہندوؤں کے کئی بحری جہاز بھر کے افریقہ بھیجے، اور انہیں وہاں پر آباد کیا۔ اور پھر ہندوستان میں کانگریس میں شامل ہو کر اس وکیل نے انگریز کے خلاف آزادی کی تحریک چلائی۔

اس ہندو گجراتی وکیل کا نام ''موہن داس کرم چند گاندھی'' تھا، ہندوؤں نے اس کی ان خدمات کی بدولت اُسے ''مہاتما'' کا خطاب دیا۔اس کے بعد وہ ''مہاتما گاندھی'' کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔تو پھر اس گاندھی نے ''مہاتما'' کا لباس پہننا شروع کر دیا۔انگریز سے نفرت کی بنیاد پر اس نے کوٹ، پتلون، ٹائی وغیرہ اُتار کر پہلے دھوتی اور پھر بعد میں مستقل طور پر لنگوٹی باندھنا شروع کر دی۔اور اعلان کر دیا کہ جب تک ہندوستان کو انگریز سے آزاد نہیں کرا لیتا اس وقت تک وہ لباس نہیں پہنے گا۔

ہندوستان کے صوبہ گجرات نے برصغیر کی سیاست میں ہمیشہ سے اہم کردار ادا کیا ہے۔اس صوبے نے اہم سیاسی رہنما، علماء، پنڈت، ساہوکار، سرمایہ کار، تاجر، دنیا بھر میں متعارف کرائے ہیں۔ گجرات کے لوگوں منتظم مزاج ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ منصوبہ بندی سے کام کرتے ہیں، اور اُسے پایۂ

تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔اس صوبے میں جہاں ہندو بڑی تعداد میں رہتے ہیں وہاں مسلمان بھی اپنے وجود کو منوانے میں ہندو سے پیچھے نہیں۔یہی وجہ ہے دنیا میں جہاں جہاں جس جس ملک میں گجرات کے ہندو ہیں وہاں وہاں گجرات کے مسلمان بھی اپنی شناخت بھرپور طریقہ سے منوائے بیٹھے ہیں۔

گجرات کے مسلمانوں نے دنیا کے دوسرے مما لک میں آباد ہو کر دین کو جس طرح سر بلند کیا ہے اس کی مثال دینا بھی مشکل ہے۔وہ ہندوستان سے نکل کر جس ملک میں بھی گئے وہاں انہوں نے مساجد، مدارس، سکول، قبرستان، حلال مذبح خانے کثیر تعداد میں بنائے۔انہوں نے تجارت میں نمایاں مقام حاصل کیا، یہ لوگ محنتی، جفاکش اور مخیّر ہیں۔کوئی بھی رفاہی کام ہو تو یہ لوگ اس میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔انہوں نے برطانیہ کے کئی علاقوں کو مسلم گجرات بنا کر رکھ دیا ہے۔

ہندوستان میں ہندوؤں کے تعصب نے مسلمانوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے، اس میں گجرات سب سے آگے ہے۔بابری مسجد کا جب سانحہ ہوا، جس کا تعلق گجرات سے نہیں تھا بلکہ ہندوستان کے صوبہ یوپی سے تھا، مگر سب سے زیادہ ظلم گجرات کے مسلمانوں پر ڈھایا گیا مگر پھر بھی گجرات کے مسلمانوں نے جس صبر، حوصلہ اور استقلال کا مظاہرہ کیا اس کی مثال اور جگہ پر کم ہی ملتی ہے۔

یہ صوبہ گجرات ہی ہے جس کے ہاتھ میں پورے برصغیر کی سیاسی قیادت رہی، اسی صوبہ گجرات کے مسلمان اور غیر مسلم سیاستدانوں نے برصغیر کے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کیا۔اسی صوبہ گجرات کے ہندو اور مسلمان دو کامیاب وکیلوں نے برصغیر کو تقسیم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔بانیٔ احرار، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ

”۱۹۴۵ء میں ایک دفعہ میں شملہ میں وائسرائے لاج میں کانگریس کے لیڈر موہن داس کرم چند گاندھی اور مسلم لیگ کے صدر بانیٔ پاکستان مسٹر محمد علی جناح کو ملنے کے لئے گیا تو ان دونوں کو ایک ہی صوفہ پر ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے راز نیاز کرتے ہوئے دیکھا تو اس پر گاندھی جی نے مجھ سے پوچھا ”مولوی جی کیا سمجھے؟ تو اس پر میں نے جواب دیا ”ہندوستان کے دو کامیاب ہم وطن وکیل ملک کو تقسیم کرنے کی سازش کر رہے ہیں، گاندھی جی نے پوچھا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ وکیلوں کا کام ہی حقوق کے نام پر لوگوں کو تقسیم کرنا ہے، اس پر گاندھی جی شرمندہ سے ہو گئے“۔

یاد رہے کہ رئیس الاحرارؒ کی طرف سے ہم وطن وکیل ہونے سے مراد یہ ہے کہ گاندھی اور

جناح دونوں ہی کا تعلق ہندوستان کے صوبہ گجرات سے ہے۔گاندھی کا اپنا وطن ''پور بند'' ہے۔مسٹر جناح کی پیدائش اگرچہ کراچی کی ہے مگران کا اصل وطن صوبہ گجرات کا علاقہ ''کاٹھیاواڑ'' ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسٹر جناح کو گجراتی اور انگریزی ہی آتی تھی،اردو بولنے لکھنے اور پڑھنے میں وہ ترجمان سے کام لیا کرتے تھے۔

آج ہندوستان میں گاندھی اور جناح کے صوبے سے تعلق رکھنے والا نریندر مودی ہندوستان کا وزیراعظم بن چکا ہے۔مودی وہ ہے جسے مسلمانوں کا قصاب کہا جاتا ہے،جس نے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔کئی ہزار مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا۔ایک دفعہ اس کی کار کے نیچے ایک مسلمان آ کر کچلا گیا،تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے،مودی نے کہا''کتے بِلّے کاروں کے نیچے آ ہی جایا کرتے ہیں''۔اسی نریندر مودی کی پارٹی بی جے پی اور اس کے اتحادیوں (نیشنل ڈیموکریٹک الائنس) نے ۵۴۳/ارکان کی لوک سبھا میں ۳۳۹/نشستیں جیت لی ہیں۔گزشتہ انتخابات میں ان کے حصہ میں ۱۵۹/نشستیں آئی تھیں۔ان انتخابات میں انہوں نے اپنی نشستوں میں ۱۸۰/کا اضافہ کرلیا ہے۔ان نشستوں پر جیتنے والے ۸۷/ارکان ایسے ہیں جن پر قتل وبلوے کے مقدمے درج ہیں۔اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بی جے پی کی طرف سے کوئی بھی مسلمان لوک سبھا میں نہیں پہنچ سکا۔

ہندوستان کی آبادی ایک ارب تیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔اس الیکشن میں ۸۱/کروڑ رجسٹرڈ ووٹر تھے۔ان میں مسلمانوں کے ووٹروں کی تعداد تقریباً ۱۹/کروڑ بنتی ہے۔جبکہ ہندوستان میں صحیح تخمینے کے مطابق مسلمان ۳۵/سے چالیس کروڑ کی تعداد میں ہیں۔اور حکومت ہند کی طرف سے مسلمانوں کی تعداد جان بوجھ کر کم بتلائی جاتی ہے۔اس الیکشن میں ۵۵/کروڑ ووٹ کاسٹ کئے گئے۔ان میں بی جے پی اور اس کے الائنس کے ووٹوں کی تعداد ۱۷/کروڑ ۴ لاکھ ۵۹ ہزار ۲۸۶ ہے۔اس طرح کل ڈالے جانے والے ووٹوں کا ۳۱/فیصد اس اتحاد کو ملا۔کانگریس اور اس کے اتحادی (یو نائیٹڈ پروگریس الائنس) صرف ۵۹/نشستیں ملیں۔جس میں کانگریس کی نشستیں صرف ۴۴ ہیں۔اس اتحاد کو ۱۰ کروڑ ۶۷ لاکھ ساٹھ ہزار ایک ووٹ پڑے۔کانگریس اور اس کے اتحادیوں نے ۱۹،۴ فیصد ووٹ حاصل کئے۔۲۰۰۹ء میں کانگریس اور اس کے اتحادیوں نے ۲۶۲ نشستوں پر کامیابی حاصل کی تھی۔ان انتخابات میں ۲۰۳ نشستیں ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔

ان انتخابات میں بی جے پی کو کامیابی جماعتی حیثیت سے نہیں ملی بلکہ شخصیت کے اعتبار سے اس جماعت کو ووٹ ملے۔ وہ شخصیت ''نریندر مودی'' کی ہے۔ اگر بی جے پی نریندر مودی کو وزیر اعظم بنانے کا اعلان نہ کرتی تو کبھی بھی اتنی بڑی کامیابی حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ ان انتخابات میں نریندر مودی نے اپنی کرشماتی شخصیت سے خوب فائدہ اٹھایا۔ نریندر مودی کی اُٹھان مسلم اور پاکستان دشمنی ہی سے ہے۔ نریندر مودی نے اپنے آپ کو جس طرح قوم کے سامنے پیش کیا اس سے ہندو بنیاد پرستوں کی امیدیں جاگ اٹھیں۔ یہ طبقہ ایک بڑے عرصے سے یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ کبھی کوئی ایسا لیڈر آئے جو کہ مسلمانوں کو مہا بھارت سے نکال دے یا پھر اس ملک کے بسنے والوں کو ہندو مذہب اپنانے پر مجبور کر دے۔

اس ہندو انتہا پسند ٹولے کو ہندوستان کی تقسیم منظور نہیں۔ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کو پھر سے ہندوستان میں شامل کر لیا جائے۔ یہ طبقہ آر ایس ایس اور شُدی سنگھٹن کے نام سے مشہور ہے۔ آر ایس ایس کا کام مسلمانوں کو ڈرانا دھمکانا اور انہیں قتل کرنا ہے، جبکہ شدی سنگھٹن کا کام مسلمانوں کو ہندو بنانا ہے۔ ان کی پشت پناہی بڑے بڑے ہندو ساہوکار، سیاسی لیڈر، قانون دان کر رہے ہیں۔ نریندر مودی کی شکل میں ان کو امیدوں کا چراغ نظر آ رہا ہے۔ نریندر موی کا ماضی بھی عجیب ہے۔

وہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۰ء میں ریاست گجرات کے ضلع ''ہسانہ'' میں ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔ والد ''دامور داس'' ریلوے اسٹیشن پر چائے بیچتا تھا، اس کی ماں ''ہیرا بین'' لوگوں کے گھروں میں برتن مانجھتی اور کپڑے دھوتی تھی۔ ان کے چار بچے تھے ''نریندر کا نمبر تیسرا تھا'' نریندر بچپن میں ہی والد کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اس نے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی۔ یہ اپنے والد کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر چائے بیچنے لگا۔ والد سخت گیر تھا، گھر کے حالات دگرگوں تھے۔ چنانچہ نریندر مودی ۱۳ سال کی عمر میں گھر سے بھاگ گیا۔ یہ ۱۷ سال کی عمر میں ایک دن کے لئے گھر آیا، والدین نے ''یشودا بین'' کے ساتھ اس کی شادی کر دی، لیکن یہ دلہن کا منہ دیکھے بغیر گھر سے نکل گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آیا۔ یہ تیس سال خانہ بدوش رہا، مختلف شہروں میں پھرتا رہا۔

یہ بیس سال کی عمر میں متعصب ہندو تنظیم ''راشٹریہ سیوک سنگھ'' (آر ایس ایس) میں شامل ہو

گیا۔آر ایس ایس کا مرکزی دفتر ریاست مہاراشٹر کے شہر ناگ پور میں تھا۔یہ تنظم ہندوستان سے غیر ہندوؤں کو نکال دینا چاہتی تھی۔ یہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کو مندروں میں تبدل کرنے یا انہیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کی قائل تھی۔نریندر مودی نے ناگ پور میں عسکری ٹریننگ لی اور اس کے بعد ہندوستان سے مسلمانوں کی نسل کاکشی کا بیڑہ اٹھالیا۔

یہ ۱۹۸۰ء میں گجرات آیا، یہ مسلمانوں کو گجرات سے نکالنا چاہتا تھا۔یہ مسلمانوں کو ''دھرتی کا بوجھ'' قرار دیتا تھا۔یہ ۱۹۸۷ء میں گجرات میں آر ایس ایس کا جنرل سیکرٹری بن گیا، ۱۹۹۵ء تک اسی عہدے پر رہا،اس دوران بی جے پی بھارت کی بڑی سیاسی پارٹی بن کر اُبھری۔یہ پارٹی اصل میں ''آر ایس ایس'' کا سیاسی وِنگ تھی۔نریندر مودی بی جے پی میں شامل ہوگیا۔یہ اپنے خیالات اور حرکتوں میں ''بولڈ'' تھا۔یہ پارٹی میں سازشیں بھی کرتا تھا۔چنانچہ لوگ نریندر مودی کو سازشی اور بدتمیز سمجھ کر ناپسند کرتے تھے۔تاہم ایل کے ایڈوانی اسے پسند کرتے تھے۔یہ بھی ان سے مخلص تھا۔بی جے پی نے ۱۹۹۸ء میں ریاست گجرات میں الیکشن میں ۱۱۷ نشستیں حاصل کرلیں۔کیشو بھائی پٹیل گجرات کے وزیراعلیٰ بنے۔پٹیل صاحب اکتوبر ۲۰۰۱ء میں کسی وجہ سے وزارت سے مستعفی ہوگئے، چنانچہ ایل کے ایڈوانی کی سفارش پر نریندر مودی ۷/اکتوبر ۲۰۰۱ء کو صوبہ گجرات کے وزیراعلیٰ بنادیئے گئے۔مودی نے وزیراعلیٰ بنتے ہی اپنے مسلم دشمنی کے ایجنڈے پر کام شروع کردیا۔فسادات شروع کرادیئے گئے۔مودی سرکار فسادیوں کی مدد کرتی رہی۔قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوگیا۔مسلمانوں کے سینکڑوں گھر جلا دیئے گئے، ہزاروں عورتوں کا ''ریپ'' کیا گیا،مسلمان مرد اور بچے ذبح کر دیئے گئے۔برطانوی ادارے کے مطابق احمد آباد کے فسادات میں دو ہزار مسلمان قتل ہوئے۔

اس پر پوری دنیا میں احتجاج ہوا، یورپ و امریکہ نے اس کے ویزوں پر پابندی لگادی،خود بھارت میں بھی اس کے اپنی پارٹی کے لیڈر اٹل بہاری باجپائی نے بھی ناراضگی کا اظہار کیا۔اور اس کو پارٹی سے نکالے جانے کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔اس پر مودی نے اپنا رُخ موڑ کر گجرات کی تعمیر و ترقی کی طرف کردیا۔کہتے ہیں کہ مودی نے گجرات کی حالت بدل دی۔سنا ہے کہ اس نے اپنے صوبے کو کرپشن فری بنا دیا۔پورے ملک سے ماہرین بلائے اور انہیں اعلیٰ عہدوں پر فائز کر دیا۔یہ لوگ

وزیروں کی بجائے وزیر اعلیٰ کو جواب دہ تھے۔اس نے انسانی ضروریات کی تمام چیزوں کا حصول آسان کر دیا۔انٹرنیشنل سرمایہ کاری کی کانفرنسیں کروائیں۔ٹاٹا موٹرز، جنرل موٹرز، فورڈ جیسی کمپنیوں کو مراعات دے کر گجرات بلوایا۔ان کمپنیوں نے ۶۰ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی، گجرات کو انٹرنیشنل فنانس کا مرکز بنا دیا۔مودی کی ان پالیسیوں نے بھارت کی کل سرمایہ کاری کا پندرہ فیصد کھینچ لیا۔نریندر مودی تیرہ سال تک گجرات کے وزیر اعلیٰ رہے، کہتے ہیں کہ انہوں نے ایمانداری کی بنیاد پر اپنے کسی رشتہ دار کو بھی وزیر اعلیٰ ہاؤس میں قدم نہیں رکھنے دیا۔چالیس سال کی سیاست میں مودی نے کھدّر کے علاوہ کچھ نہیں پہنا۔سبزی دال وغیرہ پر گزارہ کیا۔سادگی اپنائے رکھی۔آخر کار ایمانداری اور خدمت نے فرش پر سونے والے انگریزی نہ بول سکنے والے، مسلمان دشمن اور متعصب ہندو کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا وزیر اعظم بنا دیا۔اور پوری دنیا نے اس پر ویزا کی جو پابندیاں لگائی تھیں وہ اٹھالی ہیں۔اب اس پر دنیا کے تمام ممالک کے دروازے کُھل چکے ہیں۔

نریندر مودی نے اپنی تقریب حلف برداری کا اہتمام اس انداز سے کیا جیسے شہنشاہِ ہند کی تاج پوشی ہو رہی ہو۔اس نے اپنے ملک کی ہمسایہ ریاستوں کے سربراہوں کو اس انداز سے بلایا جیسے وہ شاہ ہند کے باج گزار ہوں۔ہمارے ملک کے وزیر اعظم نے تو کمال ہی کر دکھایا، مودی کی جیت کی خوشی میں سب سے پہلے مبارک باد کا پیغام انہی کی طرف سے بھیجا گیا۔اور پھر مودی کی طرف سے تقریب حلف برداری کی دعوت پر کچے دھاگے کی طرح کھنچتے چلے گئے۔حالانکہ گزشتہ سال جب نواز شریف نے ہندوستان کے وزیر اعظم من موہن سنگھ کو اپنی تقریب حلف برداری میں شرکت کی دعوت دی تھی تو انہوں نے اس دعوت کو مسترد کر دیا تھا۔

ہندوستان کا وزیر اعظم، دنیا کی سب سے بڑی جمہوری حکومت کا وزیر اعظم نریندر مودی جب حلف اٹھانے کے لئے آیا تو اس نے کھدّر کا لباس جو کہ اُسی ملک میں بُنا گیا تھا پہن رکھا تھا۔اس نے اور اس کی پوری کابینہ نے حلف وفا داری ہندی زبان میں پڑھا۔ہمارے وزیر اعظم نے حلف انگریزی میں پڑھا تھا اور مودی کی حلف برداری کی مجلس میں اپنے کسی ملکی لباس کی رُونمائی نہ کر سکے، وہاں بھی ہمارے وزیر اعظم انگریز آقا کی غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے انگریزی لباس پہن کر

شریک ہوئے۔گویا کہ عملاً بتایا کہ ہم ابھی آزاد نہیں ہوئے۔وہاں سارک کے تمام ملکوں کے سربراہوں نے اپنے اپنے ملک کا قومی لباس زیب تن کیا ہوا تھا مگر ہم نے ثابت کیا کہ ہمارے ملک کی کوئی تہذیب اورلباس نہیں ہے۔ہمارے وزیراعظم نے وہاں جا کر ملک کی نمائندگی تو کیا کرنی تھی بلکہ اُلٹا سونیا گاندھی کے اس قول کو عملاً سچ کر دکھایا جو اس نے آج سے کئی برس قبل کہا تھا کہ ''ہم نے پاکستانی قوم کو اپنی فلموں کے ذریعہ اپنا کلچر دے کر ان کے ذہنوں کو فتح کرلیا ہے'' ہمارے وزیراعظم وہاں کی ایک سابقہ فلمی ایکٹرس ''ہیما مالینی'' کے حسن وفن کی داد دینے لگ گئے۔ہیما مالینی کے شوہر سے فرمانے لگے کہ میں ہیما مالینی کی فلمیں بڑے شوق سے دیکھا کرتا تھا۔

یادرکھیں! پہلے ہندوستان کا مسلمان اپنی ہر پریشانی میں پاکستان کی طرف دیکھا کرتا تھا،اب ہندوستانی مسلمانوں نے ہمارے سربراہانِ مملکت کی اس قسم کی ادائیں دیکھ کر پاکستان پر سے اپنا اعتماد ختم کرلیا ہے،اب وہ اپنی مدد آپ کے تحت ہی صبر وعزیمت سے کام چلا رہے ہیں۔

پاکستان میں اگر ایک ہندو کو کوئی پریشانی ہوتی ہے تو ہندوستان کی حکومت اس پر سراپا احتجاج بن جاتی ہے۔ہندوستان میں گجرات میں کئی ہزار مسلمان جلا دیئے گئے اور تہہ تیغ کر دیئے مگر ہماری حکومتی سطح پر کبھی شدید احتجاج تک نہ ہوا۔

برصغیر کا مسلمان تقسیم ہند کی وجہ سے بکھر کر رہ گیا ہے،اور منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔ہمارے ملک کے بنانے اور چلانے والوں نے جس طرح اس ملک کی جوانی کو لوٹا اس کی مثال دینے پر پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے۔ہندوستان کا پینتیس کروڑ مسلمان، پاکستان اور بنگلہ یش کا ملا کر چالیس کروڑ مسلمان جو کہ مجموعی طور پر ۷۵ کروڑ بنتا ہے،بکھر کر رہ گیا ہے،

جو کہ اپنے لیڈروں کے کرتوتوں کی وجہ سے اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ ہمارے ملک کے وزیراعظم کو بلا کر ہندوستان کا متشدد ہندو، وزیراعظم جرائم کی چارج شیٹ پکڑا دیتا ہے،اور ہم اپنے مسائل پر اس سے گفتگو نہیں کر سکتے۔اب ہمارا حال یہ ہے

طعنہ دینے ہیں یہ بُت،
مسلم کا خدا کوئی نہیں

مجالس سید الطائفہ، قطب الاقطاب قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ

علمائے دیوبند کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر ایک کتاب جو کسی دیوبندی عالم کی لکھی ہوئی تھی، حضرت کی خدمت میں پڑھ کر سنائی گئی۔ پڑھنے والے نے کہا ایسی عمدہ باتیں ہمارے حضرات نے لکھی ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی ہے۔ لیکن بریلوی مولوی ایسا ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا یہ لوگ تو حسد میں مارے گئے۔ دراصل حضرات علمائے دیوبند کی مقبولیت انہیں پسند نہیں آئی۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی حضرت کی خدمت میں حاضری

حضرت اقدس کا جتنا عرصہ لاہور میں قیام رہتا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے۔ پہلے حضرتؒ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ پھر خاموشی سے دوزانو بیٹھ جاتے۔ اور حضرت اقدس کو آنکھ چرا کر دیکھتے رہتے۔ جب تک تشریف فرما رہتے حضرت بھی خاموش رہتے۔ مجلس میں کوئی گفتگو نہ ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا گویا روحانی گفتگو ہو رہی ہے۔ کچھ دیر ٹھہر کر اجازت لے کر واپس تشریف لے جاتے۔ سچ ہے ولی را ولی می شناسد۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حکیم ہیں اور حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں

ڈھڈیاں شریف کی ایک مجلس میں حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص تین باتیں چاہتا ہے خواہ وہ کسی ملک کا ہو، کسی قوم کا ہو، کسی مذہب کا ہو، کسی زمانہ کا ہو، عورت ہو یا مرد، جوان ہو یا بوڑھا، یہ تین خواہشات ہر آدمی میں پائی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ ہمیشہ جوان اور صحت مند رہے، کبھی بوڑھا اور بیمار نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ مالدار ہو، تیسرے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہاں سے عزت و آرام کی زندگی نصیب ہو۔ لیکن آج تک یہ تینوں خواہشات کسی کی پوری نہیں ہوئیں، بڑے بڑے

بادشاہ، پیغمبر، ولی دنیا میں آئے مگر بالآخر انہیں ایک دن اس دنیا سے کوچ کرنا پڑا۔اسی طرح کوئی شخص سدا جوان نہ رہا بلکہ ہر شخص کو قانون قدرت کے مطابق بچپن کے بعد لڑکپن، پھر شباب اور پھر بڑھاپے کی منزلوں سے گزرنا پڑا، آخر مختلف عوارض کا شکار رہ کر اس دنیا سے رخصت ہونا پڑا۔اسی طرح اگر کسی کو چار دن کے لئے مالی خوشحالی یا کوئی اونچا عہدہ بھی مل گیا تو اس کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی بیماریاں یا پریشانیاں لگی رہیں اور آخر موت نے سب کچھ ختم کر دیا۔لیکن اس کے باوجود ہر انسان کے اندر یہ تینوں خواہشات موجود رہیں۔یہ خواہشات اللہ تعالیٰ نے انسان میں پیدا فرمائی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ حکیم ہیں ان کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ جو خواہشات پیدا کی ہیں تو ضرور کوئی ایسا جگہ پیدا فرمائی ہے جہاں یہ خواہشات پوری ہوسکیں، سو اس دنیا میں آپ دیکھتے ہیں کہ یہ خواہشات پوری ہو ہی نہیں سکتیں۔اس دنیا کا نظام ہی ایسا ہے کہ یہاں کسی بھی شے کو بقا اور دوام نہیں ہے، لامحالہ وہ جگہ جنت ہے جہاں یہ تینوں خواہشات پوری ہوسکتی ہیں۔سو ان خواہشات کے حصول کے لئے انسان کو شریعت کا پابند بنایا گیا اور انبیاء کرام بھیجے گئے جنہوں نے انسانوں کو بتایا کہ یہ زندگی گزارنے کا سیدھا راستہ ہے اگر اس پر چلو گے تو ایک بار موت کے پل سے گزر کر ان تینوں خواہشات کو پورا کرسکو گے، جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث میں آیا ہے کہ جنت کی زندگی میں موت نہ ہوگی، نہ بڑھاپا اور نہ کوئی بیماری پریشانی ہوگی اور ہر طرح عزت اور راحت نصیب ہوگی۔سو اس زندگی کے پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انبیاء کرام بالخصوص خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلا جائے۔

تقویٰ کی بدولت دنیا میں بھی پاکیزہ زندگی نصیب ہوتی ہے

ڈھڈھیاں شریف میں ایک دفعہ ایک مجلس میں تقریر فرماتے ہوئے فرمایا قرآن مجید میں آیا ہے:

”من عمل صالحًا من ذکر او انثیٰ وھو مئو من فلنحیینه حیوٰة طیبه“

فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرے اس کے لئے جنت تو ہے ہی، اس دنیا میں بھی اسے پاکیزہ زندگی عطا کی جاتی ہے۔فرمایا یہ وعدہ جس طرح افراد کے ساتھ ہے اسی طرح اقوام کے ساتھ بھی ہے اگر کوئی مرد مومن ومتقی ہوگا تو اسے حیوۃ طیبہ

دی جائے گی اور اگر کوئی قوم مجموعی طور پر مومن و متقی بن کر زندگی بسر کرے گی تو اسے بھی یقیناً حیوۃ طیبہ عطا کی جائے گی۔

بزرگوں کی عیب جوئی سے اجتناب

ایک دفعہ ڈھڈیاں شریف میں شام کا کھانا ہو رہا تھا، حضرت والا خود دسترخوان پر تشریف فرما تھے، ایک صاحب سرگودھا سے آئے جن کا مولانا مودودی کی جماعت اسلامی سے تعلق تھا۔ حضرت نے ان کو کھانے میں شریک کر لیا، ان کو حضرت کے ساتھ ہی جگہ دی گئی۔ ابھی ایک ہی لقمہ اٹھایا ہوگا کہ انہوں نے حضرت اقدس سے سوال کیا کہ حضرت اقدس نے بڑی ناگواری بلکہ غصہ سے فرمایا کہ ہم بزرگوں کے عیب نکالنے کے لئے تھوڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی سعی بہرحال مشکور ہے۔ اس سے وہ صاحب خاموش ہو گئے۔

شعبدہ بازی کا نام ولایت نہیں

حضرت نے فرمایا کہ شعبدہ بازی کا بزرگی سے کوئی تعلق نہیں، یہ چیزیں تو مشق کرنے سے غیر مسلموں کو بھی حاصل ہو جاتی ہین۔ پھر ایک ہندو جوگی کا قصہ بیان فرمایا جو مشق کے ذریعہ اپنی روح کو دوسرے انسان کے قالب میں منتقل کر لیتا تھا۔ فرمایا ایک دفعہ جب اس نے بوڑھا ہو جانے کی وجہ سے اپنا قالب بدلنا چاہا تو ایک چیلے کو ساتھ لے کر ایک گاؤں میں پہنچا۔ وہاں ایک نوجوان آدمی مر گیا تھا۔ چیلے کو ساتھ لے کر اس کی قبر پر پہنچا، رات کا وقت تھا۔ پہلے اس نے دودھ کی کھیر پکائی اور چیلے کو کہا کہ میں اس مردہ کو توجہ دوں گا یہ مردہ اٹھ کھڑا ہوگا، جب یہ اٹھ کھڑا ہو تو سمجھنا کہ میری روح اس میں منتقل ہو گئی ہے۔ اس وقت یہ کھیر کا برتن اس کے سامنے رکھ دینا۔

چنانچہ جوگی نے توجہ سے اپنی روح کو اس مردہ جوان کے جسم میں منتقل کیا۔ وہ مردہ اٹھ کھڑا ہوا اور جوگی کا جسم مردہ ہو گیا جسے اسی قبر میں دفنا دیا گیا۔ کھیر کھانے کے بعد اس مردہ میں توانائی آ گئی۔ دوسرے روز اسی گاؤں میں پہنچے۔ جب اس جوان کے عزیز و اقارب نے اسے دیکھا تو بھوت سمجھ کر بھاگ گئے۔ اور جوگی بھی وہاں سے چل دیا۔ فرمایا یہ سب مشق کی چیزیں ہیں ان کا بزرگی یا ولایت سے کوئی تعلق نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر سب سے پہلا فتوائے تکفیر

تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں

از انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی قسط 44

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کا مقدمہ بہاولپور میں بیان

حصہ دوم

قادیانی کے کفر پر دنیائے اسلام کے فتوے

اس کے بعد میں بیان کرتا ہوں کہ قادیانی مدعی نبوت نے کتنی ضروریات دین کا انکار کیا ہے جس کی وجہ سے وہ باجماع امت کافر و مرتد قرار دیا گیا اور ہندوستان کے تمام اسلامی فرقے اپنے شدید اختلافِ مشرب کے باوجود مرزا کے اور ان کے متبعین کے کفر وارتداد پر متفق ہیں۔ القول الصحیح فی مکاید المسیح میں مولوی محمد سہول صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند حال پرنسپل کالج شمس الہدے پٹنہ عظیم آباد نے ایک فتویٰ مرتب کیا ہے جس پر تمام علماء کے دستخط ہیں ش کرتا ہوں۔ جس میں حضرت شیخ الہند کی یہ عبارت ہے۔

مرزا علیہ مایستحقہ کے عقائد واقوال کفریہ ہونا ایسا بدیہی ہے کہ جس کا انکار کوئی مصنف صاحب فہم نہیں کرسکتا۔ جن کی تفصیل جواب میں موجود ہے مصر کا فتویٰ بھی اس کے ساتھ چھپا ہوا موجود ہے۔ شام کا بھی موجود ہے۔ شام کا فتویٰ جس کا نام خلاصت الروفی انتقاد مسیح الہند ہے۔ جو مرقومہ محمد ہاشم الرشید الخطیب الحسینی القادری کا ہے اس کی چند سطور کا مطلب یہ ہے۔ تیسری کلام وہ جو کہ میں نے رسالہ کے صفحہ ۲، ۳ پر نقل کی ہے۔ وہ شہادت دیتی ہے اور حکم کرتی ہے کہ تو کاذب ہے، نہیں داخل ہوا تو دائرہ اسلام میں اور ایسا ہی تیرا مسیح ہندی اور اس کے اتباع۔

اس کے آگے لکھتے ہیں کہ اسکندرانی اور سب جرائد نے تمہارے رَدّ کا اعلان کیا ہے، سارے مسلمان اس یقین پر ہیں کہ تم ملحد اور کافر ہو۔ دوسرا فتویٰ ہندوستان کا ہے اس میں بھی تمام مشاہیر علماء ہند کے دستخط ہیں۔ یہ فتویٰ ۱۳۳۸ھ میں شائع ہوا ہے۔ مصری فتوے کا ترجمہ جو انجمن تائید الاسلام گوجرانوالہ نے اپنے رسالہ کفر مرزا میں شائع کیا ہے یہ ہے۔ کہ غلام احمد ہندی کی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں مگر غلام احمد نے کہا کہ میرا مقصود ختم نبوت کمالات نبوت ہے جو سب سے افضل رسل وانبیاء ہیں اور میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بجز اس کے جو آپ کی امت میں ہو اور پوری طرح سے آپ کا پیرو ہو۔ جس نے سارا فیض آپ کی روحانیت سے پایا ہو اور آپ کی روشنی سے روشنی پائی ہے تو وہاں پر مغائر کا مقام نہیں رہتا اور کوئی دوسری نبوت ہے۔ یہ مقام حیرت نہیں۔ بلکہ وہ خود احمد ہی ہے جو دوسرے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ کوئی شخص اپنی صورت پر جس کو اللہ تعالیٰ آئینہ دکھاتا ہے اور ظاہر کرتا ہے۔ عبرت نہیں کرتا پس جو شخص نبی کے اندر ہو تو وہ ہو بہو وہی ہے۔

یہ کلام اس بارے میں بالکل صاف ہے کہ غلام احمد آنحضرت ﷺ کے بعد اجراء نبوت کا عقیدہ رکھتا ہے۔ یعنی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد وہ بھی نبی آپ کے اتباع سے ہوا ہے اور وہ صورت آنحضرت ﷺ سے ہے اور ہو بہو محمد ہے۔ صریح کفر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان مَا كَانَ مُحَمَّدٌ الخ کے صریح مخالف ہے۔ یہ ان بہت سے دعوؤں سے ایک ہے جو کذب غلام احمد ہندی پر دلالت کرتے ہیں اور جن کو اس نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں تحریر کیا ہے۔ مغفور مصطفیٰ کامل پاشا رئیس حزب الوطن اور مالک اخبار اللواء نے اس کا رَدّ لکھا ہے اور غلام احمد کو ضال اور مضل لکھا تھا اور اس کے اقوال کو دیوار پر پٹخنے اور نجاست کی طرح دیوار پر ڈال دینے کے قابل لکھا تھا (کاتب فتویٰ مفتی مصر محمد نجیب ہیں) دوسرے دستخط علامہ طنطاوی جوہری کے ہیں میں نے اصل فتویٰ دیکھا ہوا ہے۔ ترجمہ درست ہے یہ فتویٰ مصری علیحدہ طبع ہوا تھا اور میں محمد نجیب اور علامہ طنطاوی کو جانتا ہوں۔ رسالہ استنکاف الاسلام میں مفتی بھوپال کے دستخط اور مہر

بھی ہے انہوں نے اس سوال نکاح کے متعلق بھی اپنا فتویٰ دیا ہے۔

قادیانی کی کتابوں میں بہت سے متواتراتِ دین کا انکار ہے

اگر قادیانی کے کتب کا استیعاب کیا جاوے تو بہت سے متواترات شرعیہ کا انکار اور خلاف صریح سے صریح طور پر اس کی کلام میں موجود ہے۔ جن میں سے اس وقت چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔ جو ہمارے اور ساری امت کے نزدیک موجبات کفر سے ہیں۔

الف: ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنے کی تحریف۔

ب: دعویٰ نبوت اور اس کی تصریح کہ ایسی نبوت مراد ہے جیسی کہ پہلے انبیاء کی ہے۔

ج: وحی کا دعویٰ اور اپنی وحی کا قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

د: عیسٰی علیہ السلام کی توہین۔

ہ: آنحضرت علیہ السلام کی توہین۔

و: تمام امت محمدیہ کی تکفیر بجز چند اپنے مریدوں کے سارے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا، پچاس کروڑ مسلمانوں کو اولادِ زنا قرار دینا۔ ان سب چیزوں کو اپنے آخر بیان میں خود قادیانی کی کتب سے بیان کروں گا۔ اس سے پہلے ہر ایک نمبر کے متعلق یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ یہ سب چیزیں متواترات اور ضروریات دین کے خلاف ہیں۔ اجماعاً کفر ہیں۔

امر اوّل: ختم نبوت کا انکار

آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ الخ

(۱) امرِ اوّل.... ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ خداوند کی مشیت میں یہ مقرر تھا کہ انبیاء کی عمارت نبی کریم ﷺ پر ختم کر دیجائے اور جتنے کمال ہیں آنحضرت ﷺ پر ختم ہو جائیں۔ اس کے بعد سلسلہ پیغمبری باقی رکھنا مشیت ایزدی نہیں ہے۔ اسی مشیت کے ماتحت آنحضرت ﷺ کی اولاد نرینہ باقی نہ رہی۔ اسی مقصود سے فرمان ہے۔ قرآن مجید کا کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت مستقبل کے لئے ہے اور خاتم النبیین کا علاقہ ماضی کے لئے

ہے۔پہلی کتب میں بھی آپ پر سلسلہ نبوت ختم کیا گیا اور توریت میں بلفظ عبرانی یہ آیت ہے:

فابی مقرنج کاموخ ۔یاقیم یخ الاوتسما یمون نبی من قربك نعما افیمك کمشلك مقیم لك الهك الیه تسمعون۔

ترجمہ: پیغمبر ایک رسول ایک نبی ایک تیرے قرابت داروں میں سے تیرے بھائیوں میں سے تجھ جیسا قائم کرے گا تیرے لئے خدا تیرا اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔انجیل میں بلفظ عبرانی یوں ہے۔

بحوہ مینائی وزادم مساعیر ھو منع تودباران

ترجمہ: خدا مینا سے آیا۔طلوع اس کا ساعیر پر ہوا۔اور التوا اس کا فاران پر ہوا۔نبوت موسوی اور عیسوی اور محمدی کی طرف اشارہ ہے اور ان کو کمال تک پہنچا کر سلسلہ ختم کر دیا ہے۔یہ عبارتیں کتاب الملل والنحل پر ہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ قرآن، حدیث اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے:

اس کے متعلق اتنا کہتا ہوں کہ ختم نبوت کا عقیدہ بایں معنے کو آنحضرت ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جاوے گا بغیر کسی تاویل وتخصیص کے ان اجماعی عقاید میں سے ہے جو اسلام کے اصول وعقاید میں شمار کئے گئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک نسلا بعد نسل ہر مسلمان جس کو اسلام سے کچھ بھی تعلق ہے اس پر ایمان رکھتا ہے۔کیونکہ یہ مسئلہ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے اور احادیث متواتر المعنی سے جس کا عدد دوسو سے بھی زائد ہے اور قطعی اجماع امت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔جس کا منکر قطعًا کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل وتخصیص اس میں قبول نہیں کی گئی

۔منجملہ ان آیات کے صرف ایک آیت پر اکتفاء کرتا ہوں۔مَا كَانَ مُحَمَّدٌ الخ۔ اس میں ختم نبوت کا ثبوت بایں معنی کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کو عہدۂ نبوت ہرگز نہیں دیا جاوے گا۔باجماعِ صحابہ وتابعین اور اتفاقِ مفسرین ثابت ہے اور اس پر

اجماع ہے اس میں کسی تاٴویل وتخصیص کا احتمال نہیں اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تاٴویل وتخصیص نکالے وہ ضروریات دین میں تاٴویل کرنے کی وجہ سے منکر ضروریات دین سمجھا جائے گا۔

ختم نبوت پر چند آئمۃ مفسرین وحدیث کے اقوال

اس کے ثبوت کے لئے چند آئمۃ المفسرین وحدیث کے اقوال پیش کرتا ہوں۔ حافظ ابن کثیر جلد ہشتم صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں۔

فهذه الآية نص تا..... رضی اللّٰه تعالٰی عنهم

یعنی یہ آیت اس میں نص ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب کوئی نبی نہیں ہیں تو پھر رسول بطریق اولیٰ نہیں۔ کیونکہ مقام نبوت سے مقام رسالت خاص ہے ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں۔

اس کے موافق متواتر حدیثیں صحابہؓ کی جماعت کی روایت سے وارد ہوئی ہیں۔ امام موصوف کی اس کلام سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ختم نبوت کو ثابت کرنے کی حدیثیں متواتر ہیں۔ جس کا بہت بڑا حصہ امام موصوف نے نقل فرما کر لکھا ہے:

فمن رحمه اللّٰه الی قوله عند اولی الباب(صفحه ۹۱ جلد۸)

''یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں پر ہے کہ اس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا اور ختم نبوت اور رسالت سے مشرف کیا اور آپ نے دینِ حنیف کامل کر دیا۔ خبر دی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور نبی ﷺ نے اپنی احادیث متواترہ میں کہ کوئی نبی نہیں ہے بعد آنحضرت علیہ السلام کے، تاکہ جان لو کہ جس نے دعویٰ کیا اس عہدہ کا بعد خاتم الانبیاء کے وہ جھوٹا ہے۔ مفتری ہے، دجال ہے، گمراہ ہے، گمراہ کرنے والا ہے۔ اگرچہ کتنے حیلے اور شعبدے ایجاد کرے اور کتنے سحر اور طلسمات نیرنگیاں دکھائے یہ سب محال اور گمراہی ہے۔ اسی آیت کی تفسیر میں شیخ محمود آلوسی مفتی بغداد تحریر فرماتے ہیں۔ تفسیر روح المعانے نے جلد ۷ صفحہ ۶۰ پر ہے۔ والمراد اے قوله بالنبوة یعنی نبی کریم ﷺ کے خاتم الانبیاء کی مراد یہ ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے کوئی اور شخص اس عہدہ سے

سرفراز نہ ہوگا۔آگے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ اس کے مخالف نہیں جو کہ اُمت کا مجمع علیہ اور اتنی احادیث سے ثابت ہے جو غالبًا تواتر معنوی کی حد تک پہونچتی ہیں اور جس پر قرآن ناطق ہے اور اس کا عقیدہ رکھنا واجب ہے حتیٰ کہ اس کے منکر کو کافر کیا گیا ہے۔کیونکہ آنحضرت ﷺ کے نبوت سے آراستہ ہونے سے قبل عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں صفت نبوت سے متصف تھے۔

قاضی عیاض شفا لکھتے ہیں صفحہ۲۶۲ باب ما هو من مكالات الكفر اجمعت الامة اے قوله سمعا یعنی امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے اور اس کا ظاہری مفہوم مراد ہے سوائے کسی تأویل کے اور تخصیص کے کوئی شک نہیں ان کوائف کے کفر و الحاد میں جو اوپر بیان ہوئے۔از روئے اجماع امت اور نصوص کی احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف ایک حدیث پر اکتفاء کرتا ہوں۔بخاری کتاب حدیث الانبیاء صفحہ۴۹۱ میں ہے عن النبی علیه السلام كان بنو اسرائيل اے آخره یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بنو اسرائیل کی نگہبانی انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جائے تو دوسرا نبی آ جاتا تھا۔مگر میرے بعد کوئی نہیں ہے۔ہاں خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔عرض کی گئی پھر کیا حکم کرتے ہیں۔فرمایا اطاعت کرو اوّل کی انہیں ان کا حق عطا کرو خدا ان سے پوچھ لے گا اس رعیت کے متعلق جو ان کے حوالہ کی گئی۔اس کو مسلم نے بھی کتاب الامارۃ میں لکھا ہے۔اس کے بعد اجماع امت اور چند اقوال بزرگان ملت کے پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلا اجماع جو اسلام میں منعقد ہوا تھا اس پر نبوت کو بغیر اس تحقیق کے کہ اس کی تأویل کیا ہے اور کیسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔مرتد اور کافر قرار دیا گیا اور سزا اس کی قتل ہے صحابہؓ کے اجماع سے صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت پر جہاد کیا گیا اسے قتل کر دیا گیا۔عبارت اس حدیث کی بالفاظ ذیل ہے جو کہ ایک صفحہ تک چلی جاتی ہے اور ملا علی قاری شرح میں لکھتے ہیں (صفحہ۵۰۶ جلد۴ تا صفحہ۵۰۹ جلد۴ باب) یعنی جو شخص آنحضرت ﷺ کے ساتھ کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے جیسے مسیلمہ اور اسود عنسی کے متعین یا آنحضرت ﷺ کے بعد نبوۃ کا

دعویٰ کیا جیسے عیسٰی بن اسحاق اصفہانی کے متبعین یا نبوۃ کا اکتساب ریاضت سے جائز رکھا۔ بلا شبہ کافر ہیں۔خفاجی نے شرح شفاء میں اس کے قریب قریب لکھا ہے ابن حزم کتاب الفصل میں لکھتے ہیں۔صفحہ ۱۸۰ جلد ۴۔

باب ذکر العزائم الموجبه...الی قول..... فی آخر الزمان

یعنی کیسے کوئی شخص جائز رکھ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی زمین میں ثابت کرے سواء اس کے جس کو خود آنحضرت ﷺ نے استثناء کیا ہے۔متواتر احادیث میں یعنی نزول عیسٰی بن مریم کا اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۹ جلد ۳ ہے او ان اے قوله علیه یعنی یا یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو سوائے عیسٰی بن مریم کے کیونکہ دو آدمیوں کا بھی اس شخص کے کفر میں خلاف نہیں یہاں تک یہ ثابت ہو گیا کہ ختم نبوت اپنے مشہور معنے کے ساتھ قرآن وحدیث ونصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے اس کا منکر یا مؤول یا محرّف کافر ہے۔

اب امر دوم ''ب'' کے متعلق ادعائے نبوت کفر ہے۔میں دلائل بیان کرتا ہوں اس امر کے اثباتات کے لئے ،وہ تمام آیات اور احادیث اور اجماع اور اقوال سلف کافی دلائل ہیں جو بحث الف میں پیش کر چکا ہوں۔مزید براں چند عبارات اور بھی پیش کی جاتی ہیں۔ملا علی قاری کلمات الکفر کے بحث میں فرماتے ہیں۔شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۹۰ او دعویٰ نبوت اے قوله کفر بالاجماع یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے۔اجماعا عالمگیر صفحہ ۴۱۱ جلد ۴ میں ہے:

یعنی جب کوئی شخص آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں اسی طرح تیمیہ الدھر میں ہے۔

میں اس کے تحت حسب ذیل دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں وحی لازم نبوت ہے یعنی جو اس کا مدعی نہ ہو اگرچہ بظاہر نبوت کا مدعی نہ ہو۔مگر وہ فی الحقیقت مدعی نبوت ہے اور کافر ہے۔جیسا کہ بحوالہ شرح شفاء گزر چکا ہے۔جس کے بعض الفاظ یہ ہیں۔

و کذالك من اوعی منهم انه یوحی الیه و ان لم یدع النبوة

ترجمہ: جس نے صرف وحی کا دعویٰ کیا وہ کافر ہے۔اگرچہ دعویٰ نبوت نہ کرے۔

کشف والہام وحی کے معانی

نسیم الریاض صفحہ ۵۰۸ جلد۴..... کشف یہ ہے کہ کوئی پیرایہ آنکھوں کو دکھایا گیا، جس کی مراد کشف والہام وحی کشف والا خود سمجھے اور اگر کوئی مضمون دل میں ڈال کر سمجھایا گیا تو وہ الہام ہے۔بنی نوع انسان میں وحی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے غیروں کے لئے کشف والہام یا لغوی وحی ہوسکتی ہے۔نہ شرعی۔

امر چہارم وپنجم عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت علیہ السلام کی توہین

موجبات کفر قادیانی میں سے امر چہارم عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہے۔اور امر پنجم آنحضرت علیہ السلام کی توہین ہے۔توہین دو طرح پر ہے ایک صریح دوسری تعریفی۔تعریفی اسے کہتے ہیں کہ دوسرے کا حوالہ دے کر نقل کیا اور غرض پہنانی یہ ہو کہ اس شخص کے نقائص لوگوں میں پھیل جائیں۔گویا کام اپنا کرتا ہے اور دوسرے کے کندھے پر ڈالتا ہے، یہ بھی کفر صریح ہے۔مگر میں توہین کی صریح مثالیں پیش کروں گا۔بعض توہینوں کو مستند کرتا ہے قرآن سے۔یعنی قرآن ان کی سند میں پیش کر کے اس سے تفسیرِ قرآن کرتا ہے اور کسی کے متعلق کہتا ہے کہ حق بات یہ ہے یعنی اس پر اپنا فیصلہ دیتا ہے۔اب میں سندات پیش کرتا ہوں کہ توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ابتدائے بیان میں آچکا ہے کہ بنص قرآن نبی کا کلام سن کر سر پھیر لینا بھی کفر قرار دیا گیا ہے۔وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا یَسۡتَغۡفِرۡ لَكُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ یعنی جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہاری بخشش کی دعاء کریں تو وہ سر پھیر لیتے ہیں اور تو اُن کو اعراض و کبر کرتا ہوا دیکھے گا اور بحکم آیۃً کریمہ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ الخ یہ حکم تمام انبیاء کو عام شامل ہے اس لئے فتاویٰ کی مشہور کتاب درّ مختار اور شامی باب المرتد صفحہ ۴۹۰ جلد ۳ میں ہے۔

والکافرین بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا .....ومن شك فی عذابه و كفره كفر

یعنی جوشخص کسی نبی کے سزا کہنے کی وجہ سے کافر ہوا ہو، یعنی قتل کیا جائے گا حد کے طور پر اور اس کی توبہ دنیا میں قبول نہیں کی جائے گی اور جو اُن کے عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ حافظ ابن تیمیہ الصارم المسلول صفحہ ۲۴۳ میں لکھتے ہیں۔

نعلم ان سب الرسل و الطعن فیهم یمبنوع جمیع انواع الکفر و جماع جمیع الضلالات و کل کفر مفرع منه۔

یعنی جانا گیا کہ نبیوں کا سب اور طعن کرنا ان پر سر چشمہ ہے جمیع انواع کفر کا اور مجموعہ ہے جملہ گمراہیوں کا اور ہر کفر اسی کی شاخ ہے۔ قاضی عیاض نے شفا میں اس بحث پر چند فصلیں لکھیں ہیں۔ جن میں ثابت کیا ہے کہ کسی نبی کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔
(شفاء صفحہ ۳۲۰ الباب الاول فی سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اخر الباب)

اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۲ پر توہین انبیاء کرنے والے کے قتل کے متعلق لکھا ہے۔ الدلیل السادس.... تا... قتلوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ چھٹی دلیل اقوال ہیں صحابہ کے وہ نص ہیں ایسے شخص کے قتل میں، جیسے عمر فاروقؓ کا قول ہے جس نے ناسزا کہا خدا یا کسی پیغمبر کو اس کو قتل کر دو اسی کتاب کے صفحہ ۵۲۷ پر ہے کہ قال امام احمد.... تا ..... کا الصریح ترجمہ یہ ہے کہ امام احمد فرماتے ہیں کہ جس نے ناسزا کہا نبی کریم کو یا تنقیص کی (مسلمان یا یہ شخص کافر ہو) سزا اس کی قتل ہے۔ ہمارے علماء نے کہا ہے اشارہ کرنا یعنی تعریض کرنا خدا کی اور رسول کی سب کا ارتداد ہے اور موجب قتل ہے جیسے صراحتہ ساری امت حاضرہ کی تکفیر کرنے والا بھی کافر ہے۔

مرزا نے پچاس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا ہے

قادیانی مدعی نبوت نے اپنے چند مریدوں کے سوا پچاس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا ہے اور سب کو اولاد الزانی کہا یہ امر بھی موجب کفر ہے۔

مرتد کا شرعی حکم

قرآن شریف میں ہر قسم کے کفار کے نکاح کے متعلق یہ صاف فیصلہ موجود ہے۔ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُن۔

درمختار اور شامی صفحہ ۳۰۱ جلد ۳ میں ہے:

و یبطل منہ اتفاقا ما یعمقد الملتہ وھی خمس النکاح والذبیحتہ و الصید والشمادہ والارث۔

یعنی باطل ہے۔سب ارتداد ہر وہ چیز جس کی بناء ملت پر ہو وہ پانچ چیزیں ہیں ۔نکاح، شکار، شہادت ارث یعنی ارتداد سے یہ... چیزیں منقطع ہو جائیں گی۔اسی کتاب کے جلد ثانی باب نکاح الکافر میں ہے۔وارتداد احد ھما تا فسخ بلا قضا یعنی ارتداد احد الزوجین سے فورا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور قضاء قاضی کی ضرورت نہیں۔

حوالہ جات از کتب قادیانی در بارہ توہین انبیاء

اب توہین انبیاء کے قول قادیانی کے کتابوں سے نقل کئے جاتے ہیں۔نزول المسیح صفحہ ۹۹ میں ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اندیسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام جام را مرا بتمام
کم نیم زان ہمہ بروے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست و لعین

انبیاء میں باہمی فضیلت کا باب فرق مراتب کا ہے اور جو پیغمبر افضل ہے وہ کسی قرینہ سے ظاہر ہو جاوے گا کہ وہ دوسرے سے افضل ہے آنحضرت ﷺ نے اس کو اپنی اُمت تک یہ پہونچایا ہے۔مگر اس احتیاط سے کہ اس میں فوقیت مقصود نہیں ایک نبی کو ایسی فضیلت دینا گرچہ وہ اس پیغمبر میں واقعی ہو جس میں کسی دوسرے نبی کی توہین لازم آتی ہو تو کفر صریح ہے۔ازالہ اوہام صفحہ ۶۹ پر مرزا لکھتا ہے۔

اینک ضم کہ حسب بشارات آمدم عیسٰی کجا است تا بنہد پایمبرم۔قرآن کریم میں یہود و نصاریٰ کے عقائد کی بیخ کنی کی گئی ہے۔مگر ایک حرف بھی حضرت موسٰی اور عیسٰی علیہ

السلام کی ہتک کا اشارۃً یا کنایتہً ذکر نہیں کیا۔ دافع البلا صفحہ ۲۰ میں ہے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ کر اس سے بہتر غلام احمد ہے یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں۔ اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید سے مسیح بن مریم سے بڑھ کر نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵ پر ہے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے صفحہ ۶ میں ہے عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اس میں صریح عیسٰی علیہ السلام کی توہین ٹپکتی ہے حق بات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کے اپنے فیصلہ کے الفاظ ہیں۔ لفظ یسوع عبرانی میں ایشوع بمعنی نجات دہندہ کے ہے اسی سے تعریب کر کے عیسی بنایا گیا۔ یہ تعریب قرآن نے نہیں کی بلکہ نزول قرآن سے پہلے عرب کی نصاریٰ عیسٰی علیہ السلام کو عیسٰی ہی بولتے تھے۔ مرزا کے نزدیک یسوع و عیسٰی ایک ہی شخص کے نام ہیں توضیح المرام صفحہ ۳ پر ہے دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسٰی و یسوع بھی کہتے ہیں، الخ۔ معلوم ہوا کہ مرزا نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین کی اور توہین کی ایک تیسری قسم لزومی ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ عبارۃ اس لئے نہیں لائی گئی کہ توہین ہو۔ مگر وہ عبارت اس وقت تک صادق نہ ہو۔ جب تک اس سے توہین ثابت نہ ہو۔ مرزا نے اسی قسم کے ماتحت آنحضرت علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے کہا ہے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۰ پر جناب رسول کریم کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم میں صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ لکھی ہے اور اس ضمن میں کتاب اعجاز احمدی صفحہ ۱۷ پر ہے کہ خف القمر المنیر وان لی غاالقمران المنیران انتکر۔ یعنی نبی کریم کیلئے صرف چاند کو گرہن لگا۔ مگر میرے لئے تو چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگا، کیا تجھے انکار ہے۔ یہ خاص توہین لزومی ہے۔

جاری ہے

ہمیں کسی دشمن کی ضرورت نہیں

اوریا مقبول جان

''ایک چھوٹا سا بیج بویا گیا اور اس کے پھل سے ہم آج فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ عدالتی زبان کی تبدیلی تھی۔ فارسی کی جگہ انگریزی رائج کر دی گئی۔ ہندوستان کی تعلیم کو مغربیت کا رنگ دینے کیلئے یہ لازمی امر تھا۔ بظاہر یہ تبدیلی معمولی معلوم ہوتی تھی اور اس کے نتائج بھی معمولی نظر آتے تھے لیکن مسلمانوں نے اس تبدیلی پر سخت احتجاج کیا اور فی الواقع یہ ان کیلئے سخت تباہ کن تبدیلی تھی۔'' یہ الفاظ کتھرین میو(KatherineMayo) کی کتاب ''مدر انڈیا'' سے ہیں۔

یوں تو یہ خاتون 27 جنوری 1867ء کو امریکی ریاست پنسلوینیا میں پیدا ہوئی لیکن وہ ایک ایسی سیاسی مؤرخ تھی جو دنیا بھر پر سفید فام اینگلو سیکسن پروٹسنٹ لوگوں کے اقتدار کی خواہشمند تھی۔ اس کے نزدیک برطانوی گورے اینگلو سیکسن پروٹسنٹ عیسائی ہیں اور ان کا اقتدار دنیا پر قائم رہنا چاہیے۔ وہ امریکہ میں غیر سفید افراد کے داخلے کے خلاف تھی۔

اس نے امریکہ سے فلپائن کی آزادی کی شدید مخالفت کی۔ وہ صرف اپنی تحریروں تک ہی نسل پرست نہ تھی بلکہ اس نے نیویارک کے گردونواح میں مضافاتی پولیس کے قیام میں سرگرم حصہ لیا۔ اس پولیس کا مقصد امریکہ میں مزید لوگوں کی آمد پر کنٹرول کرنا تھا اور مزدوروں میں جو حقوق کی جنگ کی تحریر چل رہی تھی اس پر قابو پانا شامل تھا۔ کتھرین میو اپنے اندر کے تعصب کو بالکل نہیں چھپاتی تھی اور وہ یہ سمجھتی تھی کہ دنیا میں کالے اور دیگر غیر گوری اقوام کے لوگ کسی بھی قسم کی تحریک چلائیں یا بغاوت پر آمادہ ہوں تو یہ پیدائشی طور پر حق حکمرانی رکھنے والے برطانوی گوروں کیلئے خطرے کی ایک گھنٹی ہے۔

اس کی کتاب ''مدر انڈیا'' اس تصور کی بنیاد پر لکھی گئی تھی کہ ہندوستان کو آزاد نہیں کرنا چاہیے ان لوگوں میں حکومت کرنے، ترقی کیلئے آگے بڑھنے اور دنیا پر چھا جانے کی کوئی اہلیت نہیں۔ ان کے اندر اختلافات اس قدر ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے رہیں گے۔ اس لیے انہیں آزاد نہیں کرنا

چاہیے۔

اس کتاب پر بہت ہنگامے ہوئے، اسکولوگوں نے جلایا بھی اور ساتھ میں کیتھرین کا پتلا بھی نذر آتش کیا۔ یہ کتاب 1927ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ وہ دور تھا جب خلافت عثمانیہ کو توڑ کر مسلم امہ کو رنگ، نسل زبان اور علاقے کی بنیاد پر ٹکڑوں میں تقسیم کیا جاچکا تھا اور ہندوستان ہی وہ واحد خطہ تھا جہاں سے مسلمانوں کی مرکزیت یعنی خلافت کیلئے ایک جاندار تحریک اٹھ چکی تھی۔

یہ برصغیر میں انگریزوں کے اقتدار کے بعد پہلی سیاسی تحریک تھی۔ اس ہنگامے میں یہ کتاب آئی اور اس کے خلاف پچاس سے زیادہ کتابیں یا کتابچے تحریر کیے گئے۔ گاندھی جیسے شخص نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ

یہ ایک ایسی عورت کی کہانی ہے جس کا کام معاشرے کے گٹروں کے ڈھکن کھول کر دنیا کو بتاتا تھا کہ اندر کتنی بدبو ہے۔

کتھرین میو دنیا پر گورے لوگوں کی حکومت کا اپنا یہ خواب سلامت لے کر 9 اکتوبر 1940ء کو اس دنیا سے چلی گئی۔ اس کی زندگی میں برصغیر پاک و ہند پر برطانیہ کا پرچم ہی لہراتا رہا۔

کتھرین میو کے تعصب اور نسل پرستی پر تنقید کرنے والے آپ کو ہزاروں مل جائیں گے لیکن اس کے بدترین مخالفین نے بھی اس پر تاریخی بددیانتی کرنے یا حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کرنے کا الزام نہیں لگایا۔

یہی وجہ ہے کہ اس نے ''مدر انڈیا'' میں ایک متعصب گورے کے اندر کا سچ کھول کر بتادیا اور اس کے نزدیک کسی قوم کو غلام بنانے، اس کی صلاحیتوں کو ختم کرنے اور اس کو اپنے گھر اور ماحول سے بیگانہ کرنے کا سب سے آسان ترین نسخہ یہ ہے کہ ان کو تعلیم اس زبان میں دینا شروع کردو جو گورے کی زبان ہے۔

آپ اپنی زبان میں کسی دوسرے ملک کی تہذیب و معاشرت کی کہانیاں کتنی تفصیل سے کیوں نہ پڑھیں، آپ ان سے مرعوب نہیں ہوسکتے، آپ ان کے رنگ میں نہیں رنگ سکتے۔ لیکن جیسے ہی آپ سکول میں داخل ہوتے ہی تمام علوم کسی غیر کی زبان میں حاصل کرنے لگیں تو آپ کے دماغ کے تصوراتی ماحول میں جو نقشہ ایک فلم کی طرح تیار ہوتا ہے وہ آپ کا زندگی بھر کا خواب بن جاتا ہے

یہاں دو بچوں کی مثال لے لیتے ہیں۔

ایک وہ ہے جو اپنی زبان میں سرسوں کے کھیت، حقے کی گڑ گڑ، چکی کی گھ رِگھر، بیلوں کے گلے میں پڑی گھنٹیوں کی آواز، مؤذن کی اذان، قطار میں کھڑے چاول کی پنیری لگاتے لوگ اور بانسری، ڈھول اور سارنگی جسے سُروں کی کہانیاں اپنی کتابوں اور اپنی زبان میں پڑھتا ہے۔ان کہانیوں میں اسے اپنی خاک سے جنم لینے والے ہیرو بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

دوسری جانب کتھرین میو کے خوابوں کی دنیا والا بچہ ہے جو اس کی مطلوبہ زبان انگریزی میں سکول میں گڈ مارننگ سے دن شروع ہوتا ہے اور کہانیوں میں ایک ایسے ماحول کی تضاد پر اپنے ذہن پر فلم کی طرح نقش کرنے لگتا ہے جو اس کیلئے خواب کا درجہ رکھتی ہے۔وہ انگوروں کی فصل پکنے اور شراب کشید کرنے کے رقص پڑھتا ہے، اس ماحول میں چیری کے پھول ہیں۔ بڑے بڑے کرسمس والے درخت ہیں۔سانتا کلاز ہے۔ برفانی مجسمے ہیں۔سنڈریلا ہے جو ماں سے جھوٹ بول کر گھر سے نکلتی ہے۔سات بونے اور سنو وائٹ ہے۔ان سب کرداروں کا ایک لباس، ماحول اور معاشرہ ہے۔

دو مختلف معاشرے دو مختلف ذہنوں میں فلم کی طرح نقش ہو رہے ہیں۔سرسوں کے کھیت کا معاشرہ اور چیری کے پھولوں کا معاشرہ۔ایک خواب ہے جسے اس بچے نے کبھی چھو کر نہیں دیکھا ہوتا لیکن وہ تمام عمر اس خواب کو سینے سے سجائے رکھتا ہے۔

لیکن دوسرا معاشرہ ایک حقیقت ہے، اس کے اردگرد کا ماحول ہے۔ یہ ماحول اسے اپنے اردگرد نظر آتا ہے لیکن یہ کسی نرسری کی نظم میں نہیں، کسی کردار کے بچوں کی کتابوں کے قصے میں نہیں، کسی آفاقی اور زمینی ہیروز کے تصور میں نہیں۔

دنیا کے کسی مہذب اور ترقی یافتہ ملک میں یہ دو معاشرے اور دو گروہ نہیں ہوتے بلکہ کسی غیر کی زبان میں علم حاصل کرنے والا گروہ تو سرے سے ہی وجود نہیں رکھتا دنیا کے کسی ملک نے آج تک کسی دوسرے کی زبان میں علم حاصل کر کے ترقی نہیں کی۔لیکن جن پسماندہ اور محکوم قوموں نے ایسا کیا ان کے افراد آپ کو ان غیر ملکوں میں اپنی صلاحیتوں کو بیچتے نظر آئیں گے۔فرنس میں افریقی ممالک کے لوگ اور انگلینڈ میں اس کے زیر تسلط علاقوں کے لوگ۔

یہ لوگ کتھرین میو کے غیر ملکی زبان تعلیم میں دیکھے گئے بچپن کے خوابوں میں زندہ رہتے ہیں اوراس ماحول کے سحر میں گرفتار ہوتے ہیں۔اسی لیے انہیں اپنے گاؤں، اپنی مٹی، اپنے کھیت اجنبی لگتے ہیں۔دھوتی والا جاہل اور داڑھی والا شدت پسند محسوس ہوتا ہے۔برقعے والی فرسودہ اور سکرٹ والی ترقی یافتہ نظر آتی ہے۔یہ اول تو اپنے خوابوں کی دنیا کے ماحول کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر آباد ہو جاتے ہیں۔

نہ ہو سکیں تو اپنے گھر، ماحول اور طرزِ زندگی کو ویسا ہی بنانے کی کوشش ضرور کرتے رہتے ہیں۔گاؤ تکیے سے صوفے، رنگین پلنگ سے ڈبل بیڈ، قت لمے سے پیزا اور شلوار سے جینز تک کے سفر میں انہیں ایک لمحے کیلئے شرمندگی نہیں ہوتی۔

ایک غیر زبان کی کہانیوں میں ابتدائی دس سالہ زندگی گزارنے کے بعد ان لوگوں کی زبان پر ایک ہی فقرہ ہوتا ہے ہم ''انگریزی کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے'' اور پھر آہستہ آہستہ ان کی زندگیوں سے اپنا سارا ماضی ایسے محو ہو جاتا ہے کہ انہیں کچھ احساس تک نہیں ہوتا۔جس قوم سے اس کا ماضی چھین لیا جائے وہ ایک بے زمین اور بے علاقہ قوم بن جاتی ہے۔اس کے ذہین ترین افراد ان پرندوں کی طرح ہوتے ہیں جنہیں کوئی بھی خرید کر اپنے علاقوں کی زینت بنا لیتا ہے۔

بچپن میں پڑھا ہوا خوابوں کا جزیرہ ان کیلئے کشش کا باعث ہوتا ہے۔وہ واشنگٹن ہو یا لندن، پیرس ہو یا برلن کسی بھی جگہ جائیں تو انہیں اجنبیت محسوس نہیں ہوتی۔وہ سمجھتے ہیں ہم عین اس خواب کے ماحول میں آ گئے ہیں جو ہم نے بچپن میں سکول میں پڑھا تھا اور وہ ماحول کبھی ہمیں ہمارے اردگرد نظر نہیں آتا تھا۔

یہ ہے ان قوموں کا مستقبل جو ماضی سے ٹوٹ جاتی ہیں اور حال ان کا یہ کہ ٹوکریوں میں ایسے بچے سجائے بیٹھی ہوتی ہیں جنہیں دوسروں کی زبان میں علم، تربیت اور تہذیب سکھائی جاتی ہے اور مستقبل تو تاریک ہوتا ہی ہے۔

دنیا خریدار ہے اور ہم اپنی ذہین اولادیں بیچنے والے۔
ہمیں کسی دشمن کی ضرورت نہیں۔

مستورات تراویح کیسے پڑھیں؟

3

مولانا عبدالغنی صاحب

جامعہ خیر المدارس کا فتویٰ

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ (مہتمم وبانی خیر المدارس ملتان) رمضان المبارک کی نماز تراویح میں خواتین کی جماعت اور حافظات کے قرآن سنانے کو مستحب فرماتے تھے۔

چنانچہ جب آپ سے فتویٰ پوچھا گیا کہ عورتوں کی جماعت اور امامت کا کیا حکم ہے؟ رمضان المبارک میں کیا ایک عورت دوسری خواتین کی نماز تراویح میں امامت کرا سکتی ہے یا نہیں؟ تو عورتوں کی جماعت کے استفتاء کے جواب میں آپ نے فتویٰ دیا جو خیر الفتاویٰ میں مذکور ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

الجواب

کہ پہلے زمانے میں عورتیں مساجد میں آتی تھیں اس کا شریعت نے انسداد کیا یعنی بند کر دیا۔ اسی طرح عورتوں کا جماعت کرانا مردوں کی طرح کہ امام آگے کھڑی ہو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے اور جب جماعت کرائیں تو امامہ کے وسط میں کھڑے ہونے کو تجویز کیا اور ساتھ ہی اسے مکروہ تنزیہی کہا۔

بعض مواضع میں مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تلاوت کا مہینہ ہے۔ بالخصوص حافظات کے لیے ضروری ہے کہ اس مصلحت کے لیے اس (جماعۃ النساء) کو مستحب قرار دیا جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا امامت کرانا ثابت ہے۔

فقط واللہ اعلم

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ (مہتمم خیر المدارس ملتان)

خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۵۳۳۔۵۳۴ باب التراویح

جامعہ دارلعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی (مفتی دارالعلوم حقانیہ) نے رمضان المبارک میں حافظات کے لیے تراویح میں قرآن سنانے کے لیے امامۃ النساء اور جماعۃ النساء کو جائز قرار دیا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ صحیح بات

یہ معلوم ہوتی ہے کہ عورتوں کی اپنی الگ جماعت ہو۔ بلا کراہت تحریمی جائز قرار دیا جائے خصوصاً عصرِ حاضر میں کہ طالبات کے کثیر مدارس ہیں اور ان میں حافظات کی کثرت ہے اور کافی تعداد میں دنیا بھر میں حافظات موجود ہیں لیکن اگر اب بھی بعض فقہاء کرام کی ترجیحات کا لحاظ رکھتے ہوئے اجازت نہ دی جائے تو مستورات اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہو جائیں گی اور قرآن کریم ان کے سینوں سے نکل جائے گا اور ویسے بھی حالات کے تغیر وتبدل سے اجتہادی مسائل میں تغیر وتبدل کا آنا ایک مسلمہ قاعدہ ہے۔ لہٰذا اس دور کا تقاضا یہی ہے کہ اس مسئلہ میں بھی جواز کی رائے کو ترجیح دی جائے اور ان کو الگ جماعت کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

دینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مستورات کا گھر سے نکلنا اور اس کے لیے جمع ہونا جائز ہے

(۱) دینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اگر مستورات کہیں جاتی ہیں تو انکی یہ عین ضرورت ہے۔ جیسا کہ حدیث ام ورقہؓ میں گزر چکا س ہے کہ مؤذن کی اذان سے مستورات نماز تراویح کے لیے جمع ہو جاتی تھیں۔ صحابیات نماز تراویح کی اہمیت او جھرورت کو سمجھتی تھیں۔ اسی لیے وہ اپنے گھروں سے نکل کر حافظہ قاریہ ام ورقہؓ کے گھر جمع ہو جاتی تھیں۔

(۲) تراویح میں ختم قران کا اہتما کرنا سنت ہے اور سنت پر عمل کرنا ایک اہم ضرورت ہے۔

(۳) تراویح میں قرآن پڑھنے سننے والے کے حق میں قیامت کے دن قرآن کی سفارش وشفاعت لازمی ہے یہ ایک ضرورت ہے۔

(۴) بیٹیوں کا ماؤں یعنی (امہات المؤمنینؓ) کے نقش قدم پر چلنا یہ سب سے بڑی ضرورت ہے۔

مندرجہ بالا ضرورتیں سب سے بڑی اعلیٰ وارفع ضرورتیں ہیں بہ نسبت ان ضرورتوں کے جن کو بعض حلقوں میں آج کے دور حاضر کی دینی ضرورتیں حقیقی ضرورتیں تصور کیا جاتا ہے۔

مثلاً (۱) تبلیغی جماعت میں مستورات کا جانا اور پھران کا اور دیگر مستورات کا مجتمع ہونا۔

(۲) تحصیل علوم کے لیے طالبات کا مدارس میں جمع ہونا۔

(۳) دنیوی علوم کے لیے سکول وکالج میں جمع ہونا۔

(۴) اسلامی تقریبات میں جمع ہونا وغیرہ وغیرہ۔ اگر واقعی حقیقی ضرورتیں ہیں جن کے لیے مستورات کا

جمع ہونا اور گھر سے نکلنا جائز ہے تو رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں نماز تراویح اور ان میں قرآن پڑھنے سننے کی غرض سے خوتین کا مجتمع ہونا دنیوی اور اخروی لحاظ سے سب سے اہم اور بڑی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس ضرورت کے تحت بھی مستورات کا گھروں سے نکلنا جائز اور اس اہتمام سے طالبات ومستورات کی یقیناً دنیا اور آخرت سنوجائے گی۔

انفرادی نماز تراویح کا پڑھنا بہت ہی مشکل ہے خواہ مرد ہو یا عورت

دورِ حاضر میں تقریباً ہر گھر میں (سوائے چند گھروں کے) ڈس انٹینا، کیبل، ٹی وی، وی سی آر اور انٹر نیٹ وغیرہ نے گھروں کے گھر تباہ برباد کردیئے، اگرچہ بعض لوگوں کے لیے اس کی افادیت اپنی جگہ پر مسلم ہے) لیکن زیادہ تر ان شیطانی آلات نے مسلمام مرد وعورت بالخصوص نئی نسل طلبا وطالبات کو اپنے اندر اس قدر مگن اور مدہوش کردیا ہے کہ ساری ساری رات اسی مشغلہ اور نشہ میں گزار دیتے ہیں (الامان والحفیظ)۔

رمضان المبارک کی آمد اور مسلسل موسلا دھار رحمت کے نزول سے بھی ایسے گھروں کے ماحول میں بھی کی کوئی امید نظر نہیں آتی اور معصیت کی جلتی ہوئی آگ سرد نہیں ہوتی۔ لہٰذا مستورات کے لیے ایسے گھروح میں نماز تراویح پڑھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوگیا ہے، ایسے ماحول سے نکالنے کا واحد ذریعہ نماز تراویح میں قرآن سننے سنانے کی فضیلت واہمیت اور شوق پیدا کرنا ہوگا اور مستورات کے لیے اس کا اہتمام کرنا ہوگا تاکہ وہ ان خرافات سے نکل کر اللہ کی طرف متوجہ ہوں جہاں نماز تراویح کا اہتمام ہو رہا ہے وہاں کے تجربہ نے ثابت کردیا کہ نماز تراویح میں ایسی مستورات بھی شریک ہوجاتی ہیں جو پورا سال نماز کے قریب تک نہیں جاتیں، جیسا کہ مساجد میں بھی اس قسم کے افراد نماز نماز تراویح میں شریک ہوتے رہتے ہیں اور یہ صرف اور صرف نماز تراویح میں قرآن کے اہتمام کی ہی برکات ہیں۔

کیا ایسے ماحول کے لوگوں کے بارے میں کوئی خیال کرسکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے گھروں میں انفرادی نماز تراویح بیس رکعت پڑھ لیں گے؟

بیس 20 تراویح چالیس 40 دلائل

جس طرح صلوٰۃ التراویح اور ختم قرآن فی التراویح سنت مؤکدہ ہے اسی (ہر مرد وزن) کے لیے بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ اس سے کم پڑھنا جائز نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ تابعین ائمہ اربعہ، بزرگان دین جمہور علماء بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں اور اپنی پوری زندگی بیس رکعت پر ہی عمل کرتے رہے جس کے ثبوت میں دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ علامہ ابن قیم زاد المعاد کی بحث جمعہ میں سنت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"(الف) کہ سنت وہ ہے جو حضور ﷺ کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔

(ب) اور اسی طرح وہ بھی سنت ہے جو خلفائے راشدینؓ کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔

سنت کی اس تعریف کے ماتحت یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ بیس رکعت تراویح خلفائے راشدین کے قول اور فعل سے ثابت ہے۔ اس لیے تراویح بیس رکعت یہ سنت ہے۔

۲۔ کثرتِ سجود (یعنی بیس رکعت تراویح) سے اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔ (واسجد و قترب)۔

۳۔ کثرت سجود (یعنی بیس رکعت تراویح) سے جنت میں قرب رسول ﷺ ہوگا۔

حضرت ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حبیب رب العالمین ﷺ نے میری خدمات سے خوش ہو کر فرمایا اے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ میں نے عرض کیا یرسول اللہ ﷺ جنت میں آپ کی رفاقت۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ربیعہ! کثرت سجود (یعنی نفلی عبادت) سے میری مدد کرو۔

حضور خیر الانام ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ آٹھ رکعتوں میں ۱۶ سجدے اور بیس رکعتوں میں ۴۰ سجدے ہیں۔ لہٰذا کثرت سجود آٹھ سے نہیں بلکہ بیس رکعتوں سے ہوگا۔ اور بیس رکعتوں سے ہی

جنت میں سرکار دو جہاں ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل ہوگا۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(ابن ابی شیبہ ۲۹۴/ ج ۲۔ بیہقی ۴۹۲/ج ۲)

۵۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ''رمضان المبارک میں ایک رات نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور صحابہ کرامؓ کو ۲۴ رکعتیں (چار عشاء کی اور بیس تراویح کی) پڑھائیں اور تین وتر۔(تاریخ جرجان ۲۷۵)

۶۔ حضرت امام مالکؒ نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے حضرت سائبؓ سے (عہد فاروقی میں) بیس رکعات تراویح کی روایت کی ہے اور اس تعداد میں وتر شامل نہیں ہے۔(فتح الباری ۱۸۰/ج ۴)

۷۔ حضرت امام مالک کے استاد حضرت یزید بن رومانی نے فرمایا ہے کہ لوگ (صحابہؓ وتابعین) ماہ رمضان میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے عہدِ خلافت میں ۲۳ رکعت (وتر سمیت) پڑھا کرتے تھے۔(السنن الکبریٰ ۴۹۶/۲ وراہ امام مالک فی الموطا ۹۸ ج ۱)

۸۔ بیہقی نے معرفۃ السنن میں روایت کی ہے کہ حضرت سائب بن یزیدؓ صحابی نے فرمایا ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کی خلافت میں بیس رکعت تراویح اور وتر کے ساتھ قیام کرتے تھے۔(فتح القدیر ج۔۱/۲۰۵)

۹۔ حضرت امام مالک یحی بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص (ابی بن کعبؓ) کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ۲۰ رکعت تراویح پڑھایا کریں۔(ابن ابی شیبہ ۳۹۳/ج ۲)

۱۰۔ حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ابی بن کعبؓ پر اکٹھا کر دیا اور وہ انہیں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔(ابوداؤد/۲۰۳ ج ۱)

۱۱۔ حضرت ابی بن کعبؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان کی راتوں میں

لوگوں کوتراویح پڑھاؤں اورفرمایا کہ عامۃ الناس جودن کوروزہ دار ہوتے ہیں رات کواچھی طرح قران پڑھنے سے قاصر ہیں اس لیے کیا خوب ہوکہ تم رات کے وقت انہیں قرآن سنادیا کرو میں نے کہا امیر المؤمنینؓ کا یہ کام (یعنی جماعت تراویح کا اہتمام) پہلے سے ہوتا نہیں آرہا ہے اس لیے میں ایسا کرنے سے معذور ہوں۔حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم ہے لیکن یہ کام پسندیدہ ہے۔پس ابی بن کعبؓ لوگوں کوبیس رکعت تراویح پڑھاتے رہے۔

۱۲۔ حضرت عطاء (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے (صحابہؓ وتابعین) کورمضان میں ۲۳ رکعت (وترسمیت) پڑھتے پایاہے۔(آثارالسنن ۵۵/ج۲)

۱۳۔ محمد بن کعبؓ القرظی فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ (صحابہؓ وتابعین) رمضان میں ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔(المروزی ۹۱)

۱۴۔ حضرت اعمش نے خبردی کہ زید بن وہب کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیں ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح اورتین وتر پڑھاتے تھے۔(امام محمد بن نصر المروزی صفحہ ۹۱)

۱۵۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمیؓ کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلا بھیجا اوران میں سے ایک کوحکم فرمایا کہ لوگوں کوبیس رکعت تراویح پڑھائے اورحضرت علیؓ خود وتر پڑھایا کرتے تھے۔(السنن الکبریٰ ج ۲/۴۹۶)

۱۶۔ شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی تخریج احادیث کو دیکھا تواس میں انہوں نے امام رافعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں نے کودوراتوں میں بیس بیس رکعتیں پڑھائیں۔(رسالہ مصابیح امرسر ۱۰)

۱۷۔ عبدالعزیز بن رفیع کا بیان ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ منورہ میں لوگوں کوبیس رکعت نمازتراویح اورتین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

۱۸۔ ابوالحسنات سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی کوحکم دیا کہ وہ لوگوں کوبیس رکعت

تراویح پڑھائے۔(ابن ابی شیبہ۳۹۳/ج۲)

۱۹۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور حضرت سعید بن ابی حسنؒ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔(قیام اللیل۹۲)

۲۰۔ ابوالبختری اور علی بن ربیعہ تابعیؒ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔(ابن ابی شیبہ۳۹۳/ج۲)

۲۱۔ حضرت شتیر بن شکل اور سوید بن غفلہ اور عمران عبدی تابعیؒ لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔(السنن الکبریٰ ۳۹۵/ج۲)

۲۲۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ بیس رکعت تراویح مہاجرینؓ اور انصارؓ کو پڑھاتے تھے اور کسی نے ان کے اس اس فعل پر انکار اور اعتراض نہیں کیا اس لیے اکثر علماء نے بیس رکعت ہی کو سنت نبویؐ قرار دیا ہے۔(فتاویٰ ابن تیمیہ۱۸۶/ج۱)

۲۳۔ حضرت نافع مولیٰ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن ابی ملیکہؒ رمضان المبارک میں ہمیں بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔(ابن ابی شیبہ۳۹۳/ ج۲)

۲۴۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ (صحابہ وتابعین) رمضان المبارک میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔(کتاب الآثار۴۱)

۲۵۔ ملاعلی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں۔(مرقاۃ المفاتیح۱۹۴/ ج۳)

۲۶۔ علامہ قسطلانی شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جو ہوا سکو فقہاء نے اجماع کی طرح شمار کیا ہے۔(ارشاد الساری لشرح صحیح بخاری۵۱۵/ ج۳)

۲۷۔ حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم بیس رکعت تراویح پر قائم ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے منقول ہے۔ یہی حضرت سفیان ثوری اور عبداللہ بن مکارک کا

قول ہے۔(ترمذی۱۶۶/ج۱)

۲۸۔ علامہ شامی فرماتے ہیں ''تراویح سنت مؤکدہ ہے۔مردوں اور عورتوں کے لیے کیونکہ خلفاء راشدینؓ نے اس پر مواظبت فرمائی ہے اور اس کے سنت مؤکدہ ہونے پر اجماع ہے اور اس کا وقت عشاء کے بعد طلوع فجر تک ہے۔اس کی رکعتیں بیس ہیں اور یہی جمہور کا قول ہے اور اس پر شرق وغرب کے لوگوں کا عمل ہے۔(شامی۵۲۰ج۔۱)

۲۹۔ امام ابن عبدالبر نے فرمایا کہ میرے نزدیک ۲۳ (بیس تراویح اور تین وتر) کی روایت معتبر ہے۔(المصابیح مترجم صفحہ نمبر۱۵)

۳۰۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے(احیاءالعلوم صفحہ۱۳۹/ج۱)

۳۱۔ حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ نماز تراویح جو نبی ﷺ کی سنت ہے بیس رکعت ہیں۔(غنیۃ الطالبین صفحہ نمبر۴۶۴)

۳۲۔ امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ نماز تراویح سنت ہے۔تمام مسلمان اس مسئلہ میں متفق ہیں اور یہ بیس رکعت ہیں۔

۳۳۔ شہر کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ جیسے جلیل القدر امام بیس رکعت تراویح کے قائل تھے اور وہاں بیس ہی پڑھی اور پڑھائی جاتی رہیں۔(میزان شعرانی)

۳۴۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ معظّمہ میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھتے پایا ہے اور بیس رکعت تراویح کا جماعت سے ادا کرنا افضل ہے اور میں بیس رکعت کو ہی محبوب رکھتا ہوں۔(قیام اللیل مطبوعہ لاہور۹۲ میزان شعرانی)

۳۵۔ امام ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ کے نزدیک تراویح بیس رکعت مختار ہے اور شہر بغداد میں حضرت امام احمدؒ بیس رکعت ہی پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔(المغنی۸۰۲)

۳۶۔ امام مالکؒ کے ہم سبق امام داؤد بن قیسؒ نے اپنے استاد محمد یوسف (جو امام مالک کے بھی

استاد ہیں) سے اکیس رکعتیں روایت کی ہیں۔

ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ بھی بیس رکعت کے قائل ہیں ۔ (عبدالرزاق فتح الباری ۱۸۰۔ج۴)

۳۸۔ خراسان میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بیس رکعت کے قائل تھے اور بیس ہی پڑھتے پڑھاتے رہے۔

۳۹۔ ہندوستان میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بیس رکعت تراویح کے قائل تھے اور بیس ہی پڑھتے پڑھاتے رہے۔

۴۰۔ بعض روایت میں بیس رکعت سے زائد کا ثبوت بھی ملتا ہے ان میں تراویح بیس ہی ہیں اس لیے کہ تراویح عموماً جماعت کے ساتھ بیس ہی پڑھی جاتی تھیں البتہ جب لوگ چار چار رکعتوں کے بعد تھوڑی دیر آرام واستراحت (جس کو ترویحہ کہتے ہیں) کے لیے بیٹھتے تو اس میں بعض شائقین مزید عبادت کے لیے چار رکعت نفل بلا جماعت پڑھ لیتے تھے پس اُن زائد سولہ رکعتوں کو شمار نہ کیا جائے تو پھر اصل تراویح کی رکعتیں بیس ہی رہ جاتی ہیں۔

اور اگر زائد نوافل کو شمار کیا جائے تو وتر سمیت انتالیس اور بغیر وتر چھتیس بنتی ہیں۔ اور اگر وتر کے بعد والی رکعتوں کو بھی گنتی میں شامل کرلیں تو مجموعہ اکتالیس رکعت ہو جاتا ہے تو گویا اصل تراویح بیس رکعت ہی ہیں۔

جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلو ما ثبت بالسنۃ ۲۱۸ پر رقم طراز ہیں کہ اہل مدینہ کی طرف سے بیس رکعت تراویح پر زیادتی اس طرح تھی کہ اہل مکہ چار رکعت کے بعد اللہ کے گھر کا طواف کرتے تھے اور اہل مدینہ چونکہ طواف کی فضیلت حاصل نہ کر سکتے تھے وہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے تراویح کے علاوہ نفل کا اضافہ کر لیتے تھے۔

خواتین کے صفحات

خادمۃ القرآن

نورانی جہیز

باپ کی بوقت رخصت بیٹی کو نصائح

نسلی مسلمان کی قیمت

جو مسلمان رسمی اور نسلی قسم کے مسلمان ہیں وہ بھی مسلمان ضرور ہیں ان کو غیر مسلم نہ سمجھنا چاہیے لیکن انہوں نے اسلام کی قیمت نہ سمجھی اور جناب رسول خدا ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کی قدر نہ جانی اور وہ بہت بڑی دولت سے محروم رہ گئے، ان کی دنیاوی زندگی بھی گمراہی اور اندھیرے کی زندگی ہے اور آخرت میں بھی اپنے فرائض ادا نہ کرنے کے سبب ان کو سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔ بس ان کو رسمی اور نسلی اسلام سے اتنا فائدہ ضرور پہنچے گا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں نہ رہیں گے بلکہ اپنے گناہوں کا عذاب چکھ چکنے کے بعد نجات پا جائیں گے

لیکن نجات بھی اسی وقت ہوگی جب کہ اپنی خراب خستہ اور گندی زندگی کے سبب انہوں نے ایمان ہی کو ضائع نہ کر دیا ہو اور اگر خدانخواستہ گناہوں میں مبتلا رہنے کے سبب اور دین سے بے خبر رہنے کے سبب ان کا ایمان بھی جاتا رہا تو پھر نجات کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لیے اگرچہ رسمی اور نسلی قسم کے مسلمان بھی ضرور مسلمان ہیں لیکن اس کا خطرہ ضرور ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ اپنے خاص خاص گناہوں کے سبب اسلام سے نکل گئے ہوں تو ان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عذاب بھگتنا پڑے گا اور اگر وہ ایمان کو اپنے ساتھ ذرہ برابر بھی بچا کر لے گئے تو خیر نجات تو ہو جائے گی لیکن مدتوں عذاب بھگتنے کے بعد، حالانکہ آخرت کا ایک لمحہ کا عذاب بھی دنیا کی عمر بھر کی مصیبت اور تکلیف سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ اس لیے یہ سن کر کہ نجات تو ہو ہی جائے گی غافل نہ ہونا چاہیے۔ بہر حال رسمی اور نسلی قسم کے مسلمان تو کثرت سے ہیں لیکن اصلی مسلمان کم ہیں۔

اصلی مسلمان کی پہچان

اب میں بہت سہل طریقے سے یہ بتادوں کہ اصلی مسلمان کی پہچان کیا ہے۔

اصلی مسلمان کی بنیادی پہچان یہ ہے کہ یہ طے کر چکا ہو کہ میں اسلام کے قانون کے مطابق زندگی گذاروں گا اور سچی بات یہ ہے کہ کوئی شخص جس وقت بھی یہ طے کرتا ہے اسی وقت سے وہ گویا سچائی کے ساتھ اسلام میں داخل ہوتا ہے مثلاً ایک لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہے اور ابھی اس نے یہ کبھی بھی نہیں طے کیا کہ میں اپنی زندگی قانونِ اسلام کے مطابق گذاروں گی تو وہ ابھی رسمی اور نسلی مسلمان ہے لیکن اگر پانچ برس اور غافل رہ کر اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی زندگی گذار کر اور گناہوں کا انبار کما کر اس لڑکی نے بیس سال کی عمر میں یہ طے کیا کہ بس آج سے میں قانونِ اسلام کے مطابق زندگی گذاروں گی تو وہ لڑکی بس اس سچائی کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئی اور جس وقت پانچ سال کے بعد اس کی عمر 25 سال کی ہوگی تو اس کے اسلام کی عمر پانچ سال ہی ہوگی اور اس کی عمر کے بیس سال برباد ہوگئے۔ اتنا تو ہوسکتا ہے کہ بیس سال کی عمر تک جتنے فرائض اور واجبات نمازیں اور روزے، زکوٰۃ اور حج، قرضہ اور دوسرے لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ تھے وہ ان کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے تو بہت ممکن ہے اور بڑی قوی امید ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوجائے، لیکن اگر وہ اتنے سال غافل نہ رہتی تو جتنی نیکیاں کماتی اور اس کے جتنے مرتبے بلند ہوتے اس سے محروم ہی رہ گئی۔

سچی مسلمان کیسے بن سکتی ہو

بہرحال تم نے یہ سمجھ لیا کہ اسلامی زندگی کی ابتدا کیسے ہوتی ہے اب تم فوراً ہی عمل کرلو اور جلد سے جلد یہ طے کرلو کہ اب سے میں قانونِ اسلام کے مطابق زندگی گزاروں گی اور اگر تم نے یہ اس سے پہلے ہی طے کرلیا ہے تو واقعی تم بڑی خوش نصیب اور سعادتمند اور سمجھدار ہو۔

لیکن اگر خدانخواستہ تم نے اب تک یہ کام نہیں کیا تو سخت نادانی کی بات ہے اور اب کوئی لمحہ ضائع نہ کرو اور جلد سے جلد یہ طے کرلو کہ اب میں قانونِ اسلام پر چلوں گی یہ طے کر لینے کیلئے بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ

وضو کر کے دو رکعت نماز، نمازِ توبہ کی نیت سے پڑھو اور پھر قبلہ رو بیٹھ کر خوب سوچ سوچ کر پکا ارادہ کرلو، بس اب میں قانونِ اسلام کی پابندی ضرور کروں گی۔

مبارک لمحہ

یہ طے کرنے کیلئے دو رکعت نفل توبہ پڑھنا ضروری اور فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ ہر حال میں یہ طے کرسکتی ہو مثلاً بیٹھے بیٹھے یکبارگی یہ سوچ لو یہ بھی کافی ہے، یا کوئی کام کرتے وقت یکبارگی یہ مضبوط ارادہ کرلو یا سوتے وقت لیٹے لیٹے سوچ لو اور دل میں یہ طے کرلو بس کافی ہے۔ بہر حال جس طرح چاہو یہ طے کرسکتی ہو۔ جب تم نے یہ طے کرلیا تو تمہاری اسلامی زندگی شروع ہوگئی۔

تدارک، توبہ، تلافی

جب تم نے اسلامی زندگی شروع کردی تو دوسرا کام یہ کرو کہ اسلامی زندگی شروع کرنے سے پہلے جو باتیں خلاف قانون کی تھیں ان کا تدارک کرو۔ بعض کام مثلاً نماز، روزہ وغیرہ کے ایسے جن کی قضا کرنی پڑے گی، بعض کام مثلاً جھوٹ وغیرہ کے ایسے ہوں گے جن کیلئے توبہ کرنی پڑے گی۔ بعض باتیں مثلاً قرضہ اور حقوق العباد کے ایسی ہوں گی جن کو ادا کرنا پڑے گا، دوسرے معافی مانگنی پڑے گی۔ یہ سب ہی کام جی لگا کر اچھی طرح کرلینا چاہیے ورنہ آخرت کا مواخذہ اپنے ذمہ عائد رہے گا اور اس کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں طرح طرح کی بے برکتیاں اور ناہمواریاں منجانب اللہ آتی رہیں گی کیونکہ گناہ ایسی ہی چیز ہے جیسے کپڑوں کے بکس میں آگ پڑ جائے یا لکڑی کو گھن لگ جائے یا جسم کو کوئی روگ لگ جائے، جس سے آہستہ آہستہ نقصان دنیا میں بھی ہوتا رہتا ہے۔

علم کا زینہ

جب یہ کام بھی کرلیا تو اب قدم آگے بڑھانا ہے جس کیلئے تم کو بہت آسان راستہ بتاتا ہوں۔ دیکھو جب کسی نے یہ طے کرلیا کہ میں قانونِ اسلام کے مطابق زندگی گزاروں گی اب اس کو یا تو قانونِ اسلام اچھی طرح معلوم ہوگا یا اچھی طرح معلوم نہ ہوگا بلکہ کچھ باتیں معلوم ہوں گی اور کچھ معلوم نہ ہوں گی۔ اس حالت میں تمہارا فرض یہ ہے کہ جو باتیں تم کو معلوم ہیں ان پر عمل شروع کردو اور جو گناہ تم کو معلوم ہیں ان کے قریب جانا بالکل چھوڑ دو اور جو باتیں نہیں معلوم ان کو معلوم کرنے کیلئے علم بڑھانا شروع کردو۔ اسی طرح تمہاری واقفیت اور علم میں اور جو کل بے عملی سے رہ گیا ہے اس کا تدارک پیچھے بتائے ہوئے طریقے سے کرلو اس طرح تم کو علم سیکھنے کی توفیق ہوجائے گی اور عمل میں تم روز بروز پختہ ہوتی چلی جاؤ گی۔

مفید کتابیں

(۱) بہشتی زیور کے گیارہ حصے (۲) تبلیغ دین (۳) ضمان الفردوس (۴) اصلاح الرسوم (۵) حیاۃ المسلمین (۶) آداب المعاشرت (۷) تعلیم الدین (۸) مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور کی کتابیں جیسے فضائل نماز، فضائلِ رمضان، فضائل حج، فضائل تبلیغ، برکات ذکر، سچی کہانیاں۔

ذوق صحیح

جن کتابوں کا نام لکھا ہے ان کو پڑھنے پر انشاء اللہ تمہارے اندر خود ہی وہ نظر اور تجربہ کی آنکھ پیدا ہوجائے گی کہ تم آگے کی کتابیں خود انتخاب کرسکو گی۔ مثلاً میں چند باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

تجوید واجب ہے

جن کتابوں کا نام ذکر کیا گیا ہے اُن کے علاوہ اگر تم کو اب تک قرآن شریف ٹھیک ٹھیک پڑھنے کے قاعدے نہیں معلوم تو تم صرف ایک چھوٹی سی کتاب اور حاصل کرلو۔ اس کا نام ہے ''جمال القرآن''۔ اس کی قیمت کم ہے لیکن یہ کتاب ضروری ہے کیونکہ آجکل عام طور پر مسلمانوں میں یہ غفلت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ قرآن شریف صحیح نہیں پڑھتے اور نہ صحیح کرنے کی فکر کرتے ہیں حالانکہ جتنا نماز میں پڑھا جاتا ہے اگر اتنا بھی صحیح پڑھنا نہیں آتا تو اندیشہ ہے کہ بعض ایسی غلطیاں بھی ہوں کہ نماز ہی نہ ہو۔ اتنا ضرور ہے کہ جمال القرآن کو تم شاید بغیر مدد کے اچھی طرح نہ سمجھ سکو۔

سال کے احکام سیکھنا

میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے دن اور اپنی رات کی اصلاح کرلو اور پھر ہر روز اور ہر رات اسی طرح گذارو بس ساری زندگی خود بخود ٹھیک ہوجائے گی۔ کیونکہ ہر سال بھر میں چند زبانوں کو چھوڑ کر باقی دن اور راتیں ایک ہی حیثیت کی ہوتی ہیں۔ کچھ زمانے ضرور ایسے آتے ہیں کہ ان کیلئے تم کو خاص طور پر واقفیت پیدا کرنی پڑے گی۔ مثلاً محرم کا زمانہ کس طرح گذارا جائے اور اس میں کیا کیا کام کیے جائیں اور کون کون سے کام نہ کیے جائیں۔ اسی طرح ربیع الاول کے مہینہ میں کون کون سی باتیں شریعت کے خلاف ہونے لگی ہیں۔ اسی طرح ربیع الثانی اور رجب، شعبان، رمضان اور ذی الحجہ کے خاص خاص احکام معلوم کرنا ضروری ہیں۔ ان باتوں کو معلوم کرنے کے لیے ایک کتاب مولانا اشرف

علی صاحبؒ کی الازالۃ فی احکام السنۃ اور ایک کتاب مولوی ظفر احمد صاحب تھانوی کے صاحبزادے مولوی عمر احمد صاحب کی لکھی ہوئی ملتی ہے۔ میاں شبیر سلمہ اور منیری صاحب اور ایک چھوٹی سی کتاب تعلیماتِ نبویؐ کے نام سے الٰہ آباد، محلّہ حسن منزل کے مولوی سراج الحق صاحب کی بھی عمدہ ہے۔ بہر حال سال کے چند دنوں کے احکام تو الگ سے ضرور جان لینے چاہئیں ورنہ عام طور پر دن رات کو گذارنے کا ایک دستور العمل بنا لیا جائے اور اس پر پابندی سے عمل کیا جائے تو زندگی کامیاب ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی طرح تم کو بھی توفیق عطا کرے۔ میں نیچے دن رات گذارنے کا تمہارے لیے ایک دستور العمل لکھتا ہوں۔

ذکر

ایک تو یہ کرو کہ رات دن کے مختلف وقتوں اور حالتوں کے لیے جو دعائیں جناب رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائیں ہیں ان کو دھیرے دھیرے یاد کرنا شروع کرو اور جو یاد ہوتی جائیں ان پر پابندی شروع کر دو اور ان کو اپنی زندگی میں داخل کر لو کہ پھر وہ گم نہ ہونے پائیں یہ بڑی دولت ہے۔ مثلاً سوتے وقت کی دعا، جاگتے وقت کی دُعا، بیت الخلاء جانے کی دُعا، بیت الخلاء سے نکلنے کی دُعا، وضو کرتے وقت کی دعائیں، کھانے کے بعد کی دُعا، کپڑا پہننے کی دُعا وغیرہ وغیرہ۔

نمازوں کی احتیاط فرض ہے

فرض نمازیں پڑھنے کا خاص اہتمام کرو، ایسے نہیں جس طرح عام طور پر عورتیں جب ہوش آیا نماز پڑھ لی ورنہ نمازیں غائب اور نمازیں پڑھی بھی تو جب کبھی وقت ملا اس وقت پڑھ لی کہ ظہر کبھی ایک بجے کبھی دو بے کبھی تین بجے، اسی طرح اور نمازیں بے دلی سے پڑھ لیں، اس طرح نمازوں کا حق ادا نہیں ہوتا اور نمازوں کا فائدہ پورا حاصل نہیں ہوتا بلکہ جس طرح مردوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ نمازیں جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کریں اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے کہ اپنے گھروں میں کوئی جگہ نماز پڑھنے کیلئے مقرر کریں اور ہر نماز کا وقت مقرر کریں اور پابندی کریں، اس سے زندگی قاعدے کی ہو جائے گی اور نماز کی نورانیت اور برکت حاصل ہوگی، پھر نمازوں میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کو صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرو، ساتھ ہی جو پڑھو اس کو سمجھنے کی فکر کرو، یہ کچھ مشکل کام نہیں ہے اگر چند روز بھی اس کی فکر کی جائے تو حاصل ہو جائے، لیکن عام طور پر اس کا خیال ہی نہیں کیا جاتا اسی لیے عمریں

گذر جاتی ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جو کچھ ہم سجدے میں پڑھتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جنت کا محل

فرض نمازوں ے ساتھ جو سُنتیں اور نفلیں لگادی گئی ہیں وہ بڑی قیمتی ہیں ان کے پڑھنے کا ثواب الگ سے بیان کیا گیا ہے اس لیے ان کو اچھی طرح ادا کرنا چاہیے۔ جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بارہ رکعت نماز دن رات میں ایسی پڑھیں جو فرض نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مکان جنت میں تعمیر کریں گے، مراد اس سے دو فجر کی سنت، چھ ظہر کی سنت، دو مغرب کی سنت اور دو عشاء کی سنت ہے۔

ہر نماز کے بعد کیلئے کچھ وظیفہ مثلاً تسبیح فاطمی وغیرہ مقرر کرلیں اور اس کی پابندی کریں۔

صاحبِ اوقات بننا

فرض نمازوں کے علاوہ اور فرض نمازوں کے ساتھ جو سُنتیں اور نفلیں لگی ہوئیں ہیں ان کے علاوہ کئی سنت نمازیں اور ہیں جو بہت قیمتی اور عمدہ ہیں اور ان کے پڑھنے کا بہت ثواب ہے کوشش کیجیے کہ ان نمازوں سے بھی محروم نہ رہیے، وہ یہ ہیں: تہجد، اشراق، چاشت، اوّابین، صلوٰۃ التسبیح، تحیۃ الوضو وغیرہ۔ آسانی سے ان کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے۔ ان سب پر قبضہ کرلو، یہ دولت ہے تم اس دولت کو کیوں نہ سمیٹ لو۔ ان نمازوں کے بڑے بڑے ثواب حدیث سے ثابت ہیں۔

تلاوت بڑی عبادت ہے

قرآن شریف کی تلاوت روزانہ ضرور کرو اور کچھ مقرر کرلو کہ اتنا ضرور پڑھیں گے، پھر اتنا ضرور پڑھو، اس کیلئے اپنی ہمت دیکھ لو، جتنی فرصت اور ہمت ہو اسی کے مطابق تلاوت کی مقدار مقرر کرلیں۔

الدُّعاء مُخّ العبادہ

روزانہ مناجات مقبول کی ایک منزل ضرور پڑھیں اور دُعاؤں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

گناہ آگ ہے

ایک بات اشد ضروری ہے الگ سے دوبارہ لکھتا چلوں اگرچہ پہلے سرسری طور پر ضمناً لکھ چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گناہوں سے خوب بچو، یاد رکھو کہ اپنے آپ کو گناہ سے بچانا اور اپنے نئے گھر کو گناہوں سے

پاک رکھنا یہ تمہاری بہت بڑی کرامت ہوگی۔

ارکانِ اسلام واجرائے قانون

اتنا خوب یادرکھوکہ جس طرح ارکانِ اسلام پانچ ہیں۔شہادت،نماز،زکوٰۃ،روزہ اورحج۔اسی طرح قانونِ اسلام کے پانچ حصے ہیں۔عقائد،عبادات،معاملات،معاشرت اوراخلاق۔اسلام کی پوری برکت اورنورانیت جبھی میسرآئے گی جب پورے دین پرعمل ہوگا۔''ادخلوا فی السلم کافۃ''

گناہ اورنیکی

کیا آپ کومعلوم ہے کہ نیکی کیا چیز ہےاورگناہ کس کوکہتے ہیں؟

سُنو! قانونِ اسلام کی پیروی یعنی اللہ تعالیٰ کی تابعداری کا نام نیکی ہےاوراللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نام گناہ ہے۔اس علم کو پختہ کرلیں اوراس پرعمل پختہ کرلوجس جنت کے آٹھوں دروازے تم پرکھل گئے۔

سب سے بڑی نیکی اورسب سے بڑا گناہ

یادرکھوکہ سب سے بڑی نیکی تقویٰ ہےاورتقویٰ کی جڑ توحید ہے۔اس مختصر سے خط میں ان سب کو سمجھانے کی گنجائش نہیں ہے۔نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی توحید کاعقیدہ ہےاوراس کے مقابلے میں برائیوں میں سب سے بڑی برائی کفراورشرک ہے۔پھردوسرے درجہ میں کفروشرک کے بعدسب سے گناہ بدعت ہے۔قانونِ اسلام کے جو پانچ حصےاوپرلکھ چکا ہوں ان کوسمجھ لوپھرعقائدکواچھی طرح ٹھیک کرلوجس کیلئے توحیدوشرک کا،سنت وبدعت کااورطاعت ومعصیت کاسمجھنا بھی ضروری ہے،عقائد کا سمجھنا اشدضروری ہے۔افسوس ہے کہ عقائد کی تفصیل کیلئے بہت زیادہ لکھنا پڑے گا ورنہ میں لکھ دیتا۔ اب تم زبانی سمجھوخواہ سمجھنے میں مدت لگ جائے تووہ ضائع نہیں بلکہ کارآمد ہے۔

شرک وبدعت سے بچو

آج کل ایک مصیبت مسلمانوں کے سرپراورنازل ہےاوروہ یہ کہ کفروشرک وبدعت کوبُرا تو ہرشخص کہتا ہےلیکن بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کومعلوم ہوکہ اس زمانہ میں کفروشرک وبدعت کے کون کون سے کام جاری ہوگئے ہیں اگرچہ ان سب کا کھول کھول کرسمجھنااوربتانا اشدضروری ہےلیکن سب سے بڑی غفلت اورکوتاہی اس سلسلے میں ہورہی ہے۔تم خوب اچھی طرح سمجھ لواوربدعتوں کوخوب اچھی طرح سمجھ لواوربدعتوں کوخوب پہچان لواورشرکیات اورکفریات کوخوب جان لواوراپنے عقائدکوخوب صحیح

کرلو۔

یہ ظلمت کا زمانہ ہے

تم کو ایک اشد ضروری بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یہ زمانہ جس طرح شرکیات و بدعت کے عام طور پر جاری ہوجانے کا زمانہ ہے اسی طرح اس زمانہ میں آزادی اور گناہ تہذیب میں داخل ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے میں خلافِ شریعت طریقے جاری ہوگئے ہیں حتیٰ کہ اب دعوت بھی ٹہل ٹہل کر کھائی جاتی ہے۔ اس زمانہ میں سینما دیکھنا، گانا سننا، تفریحوں میں بے پردہ پھرنا، لباس میں بُرے لوگوں کے قدم بہ قدم چلنا ایسا عام ہوگیا ہے کہ ان کے خلاف کسی کو روکنے کی ہمت رہی نہ کسی میں خود رکنے اور باز آجانے کی ہمت رہی بلکہ اس کو فیشن اور تہذیب سمجھا جاتا ہے۔

لباس کا مسئلہ

لباس کے بارے میں دو باتیں ایسی کہہ دوں کہ آپ کی سمجھ میں خوب آجائیں۔ لباس میں دو ہی باتیں ہیں، ایک بغیر کسی خیال اپنے آرام و راحت اور تن پوشی کیلئے پہننا۔ اس میں صرف اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ حرام مال سے نہ ہو اور ریاء و نمود کیلئے نہ پہنا جائے اور وہ عیوب نہ ہوں جو شرعاً منع ہیں۔ بس ستر عورت تو ہوجائے اور کشف عورت کا ڈر نہ ہو اور نماز وغیرہ میں تنگی نہ ہو۔

دوسری چیز لباس میں وضع قطع ہے جس کیلئے یہ بات آسانی سے سمجھ سکتی ہو کہ دیکھو ہر شخص اپنے رجحان اور اپنی پسند کی وضع قطع چاہتا ہے۔ اب رجحان اور پسند اگر پرہیز گاری والا اور خدا کے خوف والا ہے تو اس کو اللہ کے برگزیدہ بندوں اور بندیوں کی وضع قطع بھائے گی اور اگر رجحان اور پسند آزادی والا ہے تو اس کو اللہ کے آزاد اور بے قانون اور نافرمان بندوں کی وضع قطع بھائے گی۔ پس تم دیکھ لو کہ تمہارا جی کیا کہتا ہے اور عقل و پرہیز گاری کا تقاضا کیا ہے۔ بس انہی دو باتوں میں لباس کی ساری بحث ختم ہے۔

اگر کوئی لڑکی پوچھتی ہے کہ فلاں لباس کیوں ناجائز ہے تو انہی دو باتوں پر نظر ڈال لے کہ آیا وہ حرام مال سے تو نہیں یا ریاء و نمود کیلئے تو نہیں یا کوئی ایسا عیب تو نہیں جس کی ممانعت آئی ہو یا وہ پھر کس کی نقل میں پہنا گیا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی نقل میں یا اللہ کے نافرمانوں کی نقل میں۔

ریاء و نمود بڑا گناہ ہے لیکن شوہر کیلئے ثواب ہے

ریاء و نمود کے سلسلے میں اتنی بات ضرور یاد رکھیے! اپنے شوہر کیلئے ریاء و نمود کیلئے پہننا اوڑھنا بہت بڑا

ثواب ہے۔یعنی یہ نیت ہو کہ یہ لباس شوہر کو اچھا لگے تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ثواب ہے، ہاں وہ دو باتیں ضرور دیکھ لینی چاہئیں۔ اگر شوہر کو وہی بات اور وضع قطع پسند ہے جو منع ہے اور جو نافرمانوں کی نقل کر کے بنائی گئی ہیں تو شوہر بھی گنہگار ہوگا اور بیوی بھی۔

زکوٰۃ مت روکو کفایت ضرور کرو لڑکیوں اور عورتوں میں ایک بہت بڑی غفلت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے زیور کی زکوٰۃ کی فکر نہیں کرتیں۔زکوٰۃ نہ دینا کتنا بڑا گناہ ہے اللہ اکبر! رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اگر واقفیت اور خدا کا خوف ہو تو زیور کی کیا حقیقت ہے کہ اس کے لالچ میں زکوٰۃ نہ دی جائے۔تم ہمت سے کام لینا اور زکوٰۃ سے غفلت نہ برتنا۔بعض عورتیں یہ بھی غضب کرتی ہیں کہ ایک زیور کی زکوٰۃ بس ایک بار نکال دیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ بس اب یہ زیور مُزکیٰ ہو گیا۔یہ خیال گمراہی کی بات ہے، زکوٰۃ ہر سال نکالنی پڑے گی ورنہ سخت ترین گناہ ہوگا۔زکوٰۃ نہ دینے سے مال نہیں بڑھتا بلکہ گھٹتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت مال پر نازل ہوتی ہے البتہ مصارف واخراجات میں آمدنی کے اندر اندر خرچ کرنا اور کچھ نظر انداز کرنا نہایت ضروری ہے۔

ہر درد کی دوا

میں تم کو ایک بڑی عمدہ بات بتاتا ہوں کہ دیکھو زندگی میں ہر شخص کو آئے دن کوئی نہ کوئی کام پیش آتا ہی رہتا ہے جس کیلئے یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ کسی طرح پورا ہو جائے، یاد رکھو! یہ اچھے لوگوں کا تجربہ ہے کہ جب کوئی حاجت، مشکل، مصیبت، تکلیف، اہم بات، کچھ بھی پیش آئے، اس وقت اگر پہلے ہی نظر اللہ تعالیٰ کی طرف گئی اور فوراً دُعا شروع کر دی تو پھر وہ کام آسان ہو گیا۔اگر پہلے دوسروں کی مدد پر نظر گئی تو سمجھ لو کہ اب کام مشکل ہو گیا۔ دوسروں سے مدد لینا جائز نہیں ہے لیکن اول وآخر اور درمیان میں ہر وقت حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھنا چاہیے اور تدبیر کے درجہ میں اور کوششیں بھی بشرطیکہ ان میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو، کی جا سکتی ہیں۔

عقائد واخلاق کی اہمیت

قانونِ اسلام کے جو پانچ حصے لکھے ہیں ان کو خوب سمجھو کیونکہ اس زمانہ میں زیادہ سے زیادہ بعض عبادتوں کے کر لینے کا نام اسلام رہ گیا ہے۔معاملات، معاشرت اور اخلاق کو تو بالکل ہی لوگوں نے اسلام سے خارج کر رکھا ہے اور عقائد کو بھی تقریباً خارج کر دیا ہے حالانکہ بغیر دو چیزوں کے درست ہوئے باقی تین چیزیں مکمل طور پر ادا ہو ہی نہیں سکتیں، یعنی عقائد اور اخلاق کی دُرستی پر ان کے مانے جانے کا دارومدار ہے اور اخلاق کی دُرستی پر ان میں جان پڑتی ہے۔اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

بچوں کے صفحات

رموز مملکت

شاہ ایران ہرمز نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اپنے باپ کے زمانے کے امیروں وزیروں کو قید کر دیا۔ تو اس کے ایک منہ چڑھے معتمد نے یہ سوال کیا کہ عالم پناہ نے ایسا کیوں کیا؟ ہرمز نے جواب دیا کہ بے شک ان میں سے کسی نے کوئی جرم نہیں کیا لیکن میں محسوس کیا ہے کہ یہ میرے خوف سے زبان نہیں کھولتے ورنہ میں جو کچھ کہتا تھا یہ اس پر پوری طرح یقین نہ رکھتے تھے۔ میں نے ان کی ظاہر پرستی کو اپنے لیے خطرہ سمجھا۔ گماں گزرا کہ یہ کہیں سازش کر کے مجھے قتل نہ کر دیں۔ ان سب کو اندر کر دیا۔ دانشمندوں کے اصول پر عمل کر جو تجھ سے ڈرتا ہے ہو تو بھی اس سے ڈر۔

ڈر حکیم اس سے جو خائف تجھ سے ہو
گو کہ ویسے سو سے کر سکتا ہو جنگ
پاؤں یوں کاٹے ہے چرواہے کا سانپ
شاید اس کا سر وہ کچلے لے کے سنگ

تلقین:۔

حضرت سعدیؒ نے اس حکایت میں ایک سیاسی اصول بیان کیا ہے کہ رعب اور دبدبہ سے دب جانیوالے لوگ مفید ثابت نہیں ہوتے۔ ان کی عیارانہ اطاعت شعاری اور خدمت گزاری وقتی ہوتی ہے۔ جیسے ہی موقع پاتے ہیں اپنی اہانت کا بدلہ لینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

خوشخبری

ملک عرب کا ایک بوڑھا بادشاہ بڑا بیمار ہو گیا۔ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ زندہ رہنے کی کوئی امید نہ رہی۔ انہی دنوں محاذ جنگ سے ایک ہرکارہ آیا اور اس نے فتح کا مژدہ سنایا کہ حضور کے

اقبال کی یاوری سے ہماری فوج سے دشمن پر فتح پائی۔

یہ خوشخبری سن کر بادشاہ کو ذرا بھی خوشی نہ ہوئی۔

آہ بھرتے ہوئے بولا:

''یہ خوشخبری میرے لیے نہیں میرے دشمنوں کے لیے تخت ہے جو تخت وتاج کا مالک بننے کے لیے میری موت کی دعائیں مانگتے ہیں''۔

مثنوی:۔

جگہ لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبر ت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
لبوں پہ جاہے عدوکرچکا ہے کام تمام
خدا کے واسطے اے یارو اب تو آؤ ادھر
بسر ہوئی میر ی اوقات آہ غفلت میں
کیا نہ میں نے حذر گوپہ کیجو تم توحذر

تلقین:۔

حضرت سعدیؒ نے اس حکایت میں انسان کو اس کی خواہشوں کے انجام سے آگاہ کیا ہے کہ خواہشیں تو بس زندگی کے کھلونے ہیں اس کا مقصد وحید نہیں۔انسان کیسا ہی صاحب اقتدار بن جائے ایک نہ ایک دن اس کو مرنا ہے اور سب کچھ دوسروں کے لیے چھوڑ جانا ہے۔

دعائے درویش

ایک جس کی ہر دعا قبول ہوتی تھی بغداد میں آیا حجاج بن یوسف کو یہ خبر ملی تو درویش کو بھلا بھیجا۔

اور کہنے لگا:

''دعا کا امیداوار ہوں''۔

درویش نے کہا:

''اے خداوند کریم! اس کی روح جلدی قبض کر''۔

حجاج چونک کر بولا:

''خدا کی پناہ! یہ کونسی دعا ہے؟''

درویش بے ریا بولا:

''یہی دعائے خیر ہے تیرے لیے بلکہ سارے مسلمانوں کے لیے''۔

مثنوی:۔

تیری کس کام کی جہانداری
خلق کو تجھ سے ہے گی بیزاری
تجھ کو موت آئے جلد تجھ سے تو
نہیں چھٹتی ہے مردم آزاری
اے زبردست چھوڑیہ اطوار
زیر دستوں کو تونہ دے آزار
آخر الامر سرد ہونا ہے
گرم کب تک رہے گا یہ بازار

تلقین:۔

حجاج بن یوسف بڑا ظالم اور جابر بادشاہ تھا۔ بڑے نیک اور پرہیز گار انسانوں کو اس نے قتل کیا جبکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

حضرت سعدیؒ نے اس حکایت میں یہ بیان کیا ہے کہ ظالم کو جتنی جلدی موت آئے اچھا ہے۔ ایک تو دنیا اس کے ظلم بچ جائیگی۔

دوسرا اس کی گردن اس کے ظلم کے بوجھ سے زیادہ بوجھل نہ ہوگی۔

ماہنامہ

ملّیہ

فیصل آباد
پاکستان

بفیض

قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ
عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا
زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الاحرار حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ
حبیب الرحمٰن لدھیانوی

امیر ثانی تبلیغ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ
محمد یوسف صاحب کاندھلوی

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ
انیس الرحمٰن لدھیانوی
بانی جامعہ

پیر طریقت حضرت
سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

- عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ۔

اس میں وہ سب کچھ جس سے ہر ایک مسلمان کا باخبر رہنا ضروری ہے۔

- بے لاگ تبصروں اور تحقیقاتی تجزیوں سے بھرپور
- نقطہ نظر کا کالم ہر لکھنے والے کے لئے
- آپ کے مسائل اور انکا حل
- طلباء، خواتین اور بچوں کے خصوصی صفحات
- حصہ شعر و سخن۔ جس میں حمد و نعت، نظم اور غزل۔
- تذکرۂ اکابر سے مزین تحقیقی مقالہ جات
- خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی دعوت دے کر اس صدقۂ جاریہ میں شریک کریں۔

رابطہ کیلئے

ماہنامہ **ملّیہ** جامعہ ملّیہ اسلامیہ محلّہ خالصہ کالج فیصل آباد
فون 041-8711569

www.milliafsd.com

MONTHLY MAGAZINE

Millia

JAMIA MILLIA ISLAMIA

FAISALABAD PAKISTAN

Reg:M # FD-16

MOHALLAH KHALSA COLLEGE FAISALABAD Ph:041-8711569

E-mail: milliafsd@yahoo.com

Fax # 041-8502213

جامعہ ملیہ اسلامیہ (المسجلہ)

★ جامعہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ نے قیام پاکستان کے بعد قائم کیا۔

★ قیام پاکستان سے پہلے یہ جامعہ ہندوستان کے صوبہ مشرقی پنجاب کے شہر لدھیانہ میں مدرسہ اللہ والا اور بعد میں مدرسہ انوریہ کے نام سے دینی علوم کی ترویج کا کام سرانجام دیتا رہا ہے۔

★ جامعہ میں طلباء وطالبات کے لئے علوم دینیہ کی تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے ساتھ بی اے تک تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔

★ جامعہ میں بیرونی طلباء بھی قیام پذیر ہیں ان کے قیام وطعام جملہ اخراجات کا جامعہ کفیل ہے۔

اعلان داخلہ

برائے طلباء
درجہ کتب

برائے طالبات
درجہ کتب

مندرجہ ذیل درجات میں داخلہ جاری ہے

درجہ رابعہ، درجہ ثالثہ،
درجہ ثانیہ، درجہ اولیٰ، درجہ متوسطہ

(عامہ، خاصہ، عالیہ، عالمیہ)

درجہ حفظ اور گردان

درجہ حفظ اور گردان

انگلش لینگوئج، عربی لینگوئج اور کمپیوٹر کی تعلیم کا خاص اہتمام

جامعہ کی تعمیرات کا کام ابھی کافی باقی ہے یہ کام اہل اسلام کے مالی تعاون سے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

★ جامعہ کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی جامعہ گورنمنٹ سے کوئی امداد لے رہا ہے۔

★ جامعہ کے اخراجات اہل اسلام ہی پورے کرتے ہیں لہٰذا زکوٰۃ، خیرات، عطیات، صدقات اور چرمہائے قربانی سے جامعہ کی سرپرستی فرمائیں۔

ترسیل زر اور رابطے کیلئے

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مہتمم جامعہ ملیہ اسلامیہ محلہ خالصہ کالج، فیصل آباد

041-8711569

www.milliafsd.com